﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۱۴ رفروری ۲۰۰۳ء | ۱۲رذوالحجہ ۱۴۲۳ہجری قمری ۱۴رتبلیغ ۱۳۸۲ہجری شمسی | شمارہ ۷

مجھے بھی ثواب کی خواہش ہے

آنحضرت ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں تین تین آدمیوں کے حصے ایک ایک اونٹ آیا۔آنحضرت ﷺ خود بھی اس تقسیم میں شامل تھے اور آپؐ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ اور ابولبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔جب رسول کریم ﷺ کی باری آتی تو دونوں جان نثار عرض کرتے یارسول اللہ آپؐ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے مگر آپؐ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔(مسند احمد)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ۔ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بھی بذریعہ دعا کرو

(مامور من اللہ کے اشاعت دین کے لئے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کہنے میں پوشیدہ حکمت)

’’پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے۔شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں ہے؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ!!انسان کی ظاہری بناوٹ، اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا رہنما ہے۔جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے۔ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بھی بذریعہ دعا کرو۔امداد باہمی میں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور وضاحت سے دنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔کیا وہ ایک ٹکڑگدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں۔مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔وہ دنیا کو رعایتِ اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل ایمان، اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔(المومن:۵۲) ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد دے سکتا ہے۔اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی ایک پاک ذات ہے جس کی شان ہے۔نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ نِعْمَ النَّصِيْر۔دنیا اور دنیا کی مددیں ان لوگوں کے سامنے کالمیّت ہوتی ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں۔وہ حقیقت میں اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں۔اور یہ بات بالکل سچ ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ (الاعراف:۱۹۷)۔اللہ تعالیٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں۔ہمارے رسول اللہ ﷺ مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے۔اسی لئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا۔اس کو تلاش کرتے تھے کہ وہ کس کے شامل حال ہوتی ہے۔

یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے۔دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا۔بلکہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ(آل عمران:۵۳) کہہ کر وہ اس نصرت الٰہیہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرطِ شوق سے بے قراروں کی طرح اس کی تلاش میں ہوتا ہے۔نادان اور کوتاہ اندیش لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔بلکہ اس طرح پر اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سرّ اور راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا۔اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے امداد چاہتے ہیں، مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے تاکہ دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت کو قائم کریں۔ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بہ کفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولّی قرار دیں۔اور ان نفوسِ قدسیہ سے ایسا امکان محال مطلق ہے۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے معنے یہی ہیں۔صوفیوں نے اِلٰہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔بیشک اصل اور سچ یونہی ہے۔جب تک انسان کامل طور پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی‘‘۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲ تا ۱۴۔مطبوعہ لندن)

آنحضرت ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو اور کریم تھے۔

خادموں اور بچوں کے ساتھ آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و رأفت کے واقعات کا دلنشین تذکرہ۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت رءوف ورحیم کے تعلق میں آیت قرآنی، احادیث نبویہ اور روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا بیان)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷؍فروری ۲۰۰۳ء)

(لندن ۷رفروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ التوبہ کی آیت ۱۲۸﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْم﴾ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رأفت و رحمت کے بعض واقعات بیان کئے۔سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت بیان کی کہ آنحضرتؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو اور کریم تھے۔آپؐ نے کبھی منہ پر تیوری نہیں چڑھائی۔اور آپ نے ساری زندگی میں کبھی اپنے کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگ آیت قرآنی ﴿فَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ سے یہ غلط استنباط کرتے ہیں کہ

بیویوں کو مارنا جائز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم آنحضرتؐ پر نازل ہوا تھا۔ اور آپ سب سے زیادہ اس کے احکامات کو سمجھتے تھے۔ آپؐ نے زندگی بھر کسی بیوی یا خادم یا کمزور پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ مارنے کی اجازت کا تعلق عورتوں کے نَشُوز سے ہے۔

حضور نے ایک صحابی کا ذکر کیا جن کا پاؤں جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے پاؤں پر جا پڑا تھا۔ جس سے آنحضرت ﷺ کا پاؤں زخمی ہو گیا۔ حضور اکرمؐ نے اسے ہلکا سا سانٹا مارا۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ مَیں ساری رات سخت بے چین رہا اور نیند نہ آئی۔ صبح صبح آنحضرتؐ کی طرف سے بلاوا آیا۔ مَیں ڈر گیا مگر جب حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کل تمہیں وقتی طور پر ہلکا سا سانٹا مارا تھا، اس پر مَیں تمہیں اَسّی بکریاں دے رہا ہوں، یہ لے لو۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ سے بھی بعض ایسے ہی واقعات بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے ایک خادم غفارا اور ایک اور خادم پیرا کے دلچسپ واقعات سنائے۔ اور بتایا کہ کس طرح حضور کی شفقت و رحمت سے یہ معمولی اور سادہ مزاج خادم نمازی بن گئے۔ اور یہ ہمیشہ ہی حضور کی خاص شفقتوں اور عنایات سے حصہ پاتے رہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے درمیان اس طرح بے تکلفی سے بیٹھتے تھے کہ باہر سے آنے والوں کے لئے پہچاننا مشکل ہوتا تھا۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ کبھی کسی مجلس میں آپ کے اعزاز کے لئے کوئی الگ جگہ نہیں ہوتی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے بچوں سے شفقت اور پیار کے واقعات پر مشتمل مختلف روایات بھی پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا کرتے اور مبارک باد دیتے اور ان کو گڑھتی دیتے تھے۔ اسی طرح روایت ہے کہ آپؐ بچوں کے نام بھی رکھتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کے حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ سے شفقت اور پیار کے واقعات بھی سنائے۔ حضرت فاطمہؓ جب آنحضرتؐ کے پاس آتیں تو آپؐ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ انہیں خوش آمدید کہتے اور ان کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست پر بٹھاتے۔ اسی طرح روایت میں ہے کہ جب حضور اکرمؐ سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچے بھی آپ کے استقبال کے لئے جاتے اور آپ انہیں گود میں اٹھا کر اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور اکرمؐ بچوں کے ساتھ دل لگی کرتے، انہیں ہنساتے اور پیار کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ نماز پڑھتے تو بعض دفعہ آپ کے نواسوں میں سے کوئی ساتھ ہوتا۔ ایک دفعہ آپ سجدہ میں گئے تو وہ آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ گئے۔ حضور اکرمؐ نے سجدہ لمبا کر دیا اور یہ پسند نہ کیا کہ جلدی سے سجدہ سے اٹھ جائیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنے یا اس طرح بچے کے بیٹھنے سے آپ کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔ آپؐ کی توجہ کامل طور پر نماز ہی کی طرف رہتی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی ایک نواسی اور پھر آپؐ کے فرزند ابراہیم کی وفات کے وقت کی روایات بھی سنائیں اور بتایا کہ کس طرح غم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور صحابہ کے استفسار پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ رحمت کی وجہ سے ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے بھی ایسے واقعات سنائے جن میں آپ کے بچوں پر شفقت اور ان سے دلداری کا حسین تذکرہ ہے۔ آپ کبھی بچوں کو نہ مارتے تھے۔ بچے بار بار تنگ کریں یا سوال کریں آپ نہایت صبر کے ساتھ اور شفقت کے ساتھ ان سے پیش آتے تھے۔ حضور علیہ السلام اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنے والے بچوں سے بھی اسی طرح شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ جیسا اپنے بچوں کے ساتھ۔ ایک دفعہ حضور نے اپنے ایک صاحبزادے کو بہت سے آم دئے کہ وہ اپنے ہمجولیوں میں تقسیم کریں۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے بچوں سے شفقت کی نہایت دلربا روایات پڑھ کر سنائیں اور احباب کو نصیحت فرمائی کہ بچوں کے سوالات سے تنگ آنے کی بجائے تحمل کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور انہیں ان کے سوالات کا جواب سمجھانا چاہئے۔

سخت معاند کے لئے ہمدردی

پنڈت لیکھرام آریہ قوم کا لیڈر اور معاند اسلام تھا جب اس کی بدزبانی حد سے بڑھ گئی اور باوجود بار بار کے انتباہ کے اس نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور گندہ دہنی نہ چھوڑی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مباہلہ کا چیلنج دیا اور پیشگوئی فرمائی کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی سے ہلاک ہوگا۔ چنانچہ جب یہ پیشگوئی اپنی تمامتر شان کے ساتھ پوری ہوگئی تو جہاں حضور کو صداقت کے ایک نشان کے پورا ہونے کی طبعاً خوشی تھی پنڈت لیکھرام کی موت پر افسوس بھی ہوا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

”ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں اُمید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا“۔ (سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸)

بیادگار حضرت مصلح موعودؓ

کوئی جگمگاتا ستارا تھا تُو
سمندر بھی تھا اور کنارا تھا تُو
تری چشم بینا نظارہ تھی اِک
کہ چشمِ فلک کا دلارا تھا تُو

تُو تھا شاہِ لولاک کا اک غلام
تجھے ایک اَرفع ملا تھا مقام
تیری عظمتوں کے وہ قائل ہوئے
تجھے دشمنوں نے کیا تھا سلام

بہادر نڈر اک سپاہی تھا تُو
خدا کی محبت کا داعی تھا تُو
تجھے چلتے رہنا ہی منظور تھا
نرالا رہِ حق کا راہی تھا تُو

تو بدعت سے اور شرک سے دُور تھا
خدا کی محبت میں مخمور تھا
تجھے حق ہمیشہ ہی میٹھا لگا
تُو حق بات کہنے پہ مجبور تھا

تُو بُت شرک کے توڑ دیتا رہا
تُو جھوٹوں کے منہ موڑ دیتا رہا
اسیرانِ زُلفِ محمدؐ سے تھا
تُو اپنوں کو بھی چھوڑ دیتا رہا

بھروسہ خدا کی عنایت پہ تھا
نہ کچھ زُعم زہد و عبادت پہ تھا
تُو مردِ جری نیک اور پارسا
تُو مصلح تھا۔ رُشد و ہدایت پہ تھا

تیرا عشق قرآن سے یاد ہے
تیرا پیار انسان سے یاد ہے
تُو اک باغباں ایک رحمت نشاں
ہمیں جذب و احسان سے یاد ہے

اسیروں کا بن کر رہا رستگار
اخوت کا رشتہ کیا استوار
اجاگر تیری خوبیوں کے کمال
تیری خوبیاں میں کروں کیا شمار

قدم تھا زمیں کے کناروں تلک
نظر تھی فلک کے ستاروں تلک
تیرا دل کہ تھا ربّ کعبہ کا گھر
ہمیں کھینچ لایا بہاروں تلک

مجھے اپنے جیسے ملیں گے بہت
تیرے باغ میں گل کھلیں گے بہت
قیامت تلک تجھ کو ڈھونڈیں گے پر
نہ پاکر تجھے دل ہلیں گے بہت

(فہمیدہ منیر)

پیشگوئی مصلح موعودؓ

ایک عظیم الشّان موعود فرزند کی خبر

(ظہور احمد بشیر۔لندن)

آنحضور ﷺ نے آخری زمانہ میں مسیح موعود کے نزول کی خبر دیتے ہوئے ان کے ہاں عظیم الشان اولاد کی بشارت بھی دی تھی۔ آپؐ کا ارشاد ہے:۔

’’عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے اور شادی کریں گے اوران کے اولاد ہوگی‘‘۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’یہ پیشگوئی کہ مسیح موعودؑ کے اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل میں سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آچکی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد ۲۲ ، صفحہ ۳۲۵،مطبوعہ لندن)

اولیاءِ اُمّت نے بھی مسیح موعودعلیہ السلام کے ہاں عظیم الشان بیٹے کی ولادت کی خبردی:۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب کو ایک کشف میں القا ہوا کہ:۔

’’اس (مسیح موعودؑ) کے فرزند اور خلیفہ بارگاہِ احدیت کے صدرنشینوں میں سے ہیں‘‘۔

(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ ۳۲)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

دورِ او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب امام مہدی کا زمانہ گزر جائے گا تو اس کا بیٹا اس کی یادگار رہ جائے گا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

’’یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اسی کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہوجائے گا اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔

(نشانِ آسمانی ، روحانی خزائن جلد۴ ، صفحہ ۳۷۳،مطبوعہ لندن)

پانچویں صدی ہجری کے بلند پایہ شامی بزرگ حضرت امام یحییٰ بن عقب واضح طور پر فرماتے ہیں:۔

وَ مَحْمُوْدٌ سَیَظْھَرُ بَعْدَھٰذَا
وَ یَمْلِکُ الشَّامَ بِلَا قِتَالِ

یعنی اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا جو ملک شام کو بغیر جنگ کے فتح کرلے گا۔

پیشگوئی مصلح موعود کا اشتہار

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام قادیان سے باہر چلّہ کشی اور خدا تعالیٰ سے ایک خاص نشان طلب کرنے کی غرض سے بموجب الہام الٰہی ۲۲؍جنوری ۱۸۸۶ءکو ہوشیار پور تشریف لے گئے۔اور چالیس دن تک ایک گھر کے بالا خانہ میں رہ کر تخلیے میں اپنا سارا وقت عبادت، دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارا۔اس دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکاشفات اور مخاطبات کا خاص سلسلہ جاری ہوا۔ایک مرتبہ آپ نے اسی دوران فرمایا:۔

’’ان دنوں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔اگر ان کو لکھا جاوے تو کئی ورق ہوجائیں‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم)

ان تمام الہامات میں سب سے زیادہ اہمیت اس پیشگوئی کو حاصل ہے جس میں آپ کو پسرِ موعود کی خبردی گئی۔ چنانچہ آپ نے چلّہ کے اختتام پر ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ءکو ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں تفصیل سے اس پیشگوئی کا ذکر کیا۔فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا کہ:

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّل وَ الاخر مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَا کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَقْضِیًّا‘‘۔

(اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء مطبوعہ مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ ۱۰۰تا۱۰۲)

پیشگوئی کی میعاد اور مخالفین کی تضحیک

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے خداتعالیٰ سے خبر پا کر یہ بھی بتلادیا کہ وہ موعود لڑکا نو سال کے اندر اندر پیدا ہوگا۔

جب آپ کی طرف سے یہ پیشگوئی شائع ہوئی تو مخالفین اسلام اس پیشگوئی کی تضحیک کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پنڈت لیکھرام نے ایک نہایت گستاخانہ اشتہار شائع کیا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مرزا صاحب کی ذریّت بہت جلد منقطع ہوجائے گی، غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی اور لکھا کہ اگر کوئی لڑکا پیدا بھی ہوا تو وہ رحمت کا نشان نہیں بلکہ زحمت کا نشان ہوگا۔ اور لکھا کہ خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتاتا ہے۔(نعوذ باللہ من ذٰلک)۔

نوک جھونک کا یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ ۱۵؍اپریل ۱۸۸۶ءکو صاحبزادی عصمت پیدا ہوئیں جس پر ہندوؤں اور عیسائیوں نے اور زیادہ طوفانِ بدتمیزی برپا کردیا۔لیکن ابھی ان کے فتنے کا انتہائی مرحلہ باقی تھا۔سوا سال بعد ۷؍اگست ۱۸۸۷ءکو بشیر اول پیدا ہوئے۔ جو ۴؍نومبر ۱۸۸۸ءکو فوت ہوگئے۔اس پر تو مخالفین نے مخالفت کا بہت طوفان برپا کیا۔ چنانچہ آپ نے سبز اشتہار لکھا جس میں بڑی تحدّی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ:۔

’’دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔جس کا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ءہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین وآسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں‘‘۔

(سبز اشتہار،روحانی خزائن جلد۲، صفحہ نمبر۴۵۳،حاشیہ۔مطبوعہ لندن)

نیز فرمایا:۔

’’سوائے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد روشنی آئے گی‘‘۔

(سبز اشتہار،روحانی خزائن جلد۲، صفحہ نمبر۴۶۳،مطبوعہ لندن)

پیشگوئی کی میعاد نو سال تک تھی لیکن تین سال کے اندر اندر پیشگوئی کے عین مطابق ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ءکو وہ موعود لڑکا پیدا ہوگیا جس کا نام مرزا بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔اس طرح لیکھرام کی وہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی کہ تین سال تک آپ کی ذریّت منقطع ہوجائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا...... چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے‘‘۔

(سراج منیر،روحانی خزائن جلد ۱۲ ، صفحہ ۳۴،مطبوعہ لندن)

آپ ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں:۔

’’محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی مع محمود کے نام کے موجود ہے‘‘۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ ، صفحہ۲۹۹،مطبوعہ لندن)

پسر موعود کی جھلک

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے ہی غیر معمولی طور پر روحانیت میں ترقی کرنے لگے ۔ اگرچہ آپ کی جسمانی صحت اور دنیاوی تعلیم تو نہایت درجہ کمزور تھی مگر چونکہ خدا خود آپ کا مربی اور معلم تھا اس لئے کسی سکول یا کالج میں پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ یوں تو پسر موعود کی جھلک بچپن سے ہی آپ میں نمایاں طور پر نظر آتی تھی مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ کے متعلق آسمانی وعدوں کا ایک ایک جزو نہایت برق رفتاری سے پورا ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ ابھی آپ کے عہد خلافت پر تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور بالآخر مسلم وغیر مسلم حلقے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے کہ آپ واقعی موجودہ دنیا کی ایک عظیم ترین ہستی ہیں۔لیکن خود آپ نے اس وقت مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے الہاماً وضاحت سے آپ کو اس بارہ میں بتایا۔

دعویٰ مصلح موعودؓ کا اعلان

۱۹۴۴ءمیں آپ کو الہاماً خبر دی گئی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ آپ جلسہ لاہور میں فرماتے ہیں:۔

’’آج میں اس جلسہ میں اس واحد وقہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں

یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور توحید دنیا میں قائم ہوگی"۔

آپ اپنی اختتامی تقریر میں فرماتے ہیں:۔

"اے اہل لاہور میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں، اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دین اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا۔ وہ رسوا کیا جائے گا وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ دین حق کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد تعمیر کردے گا۔ میں ایک انسان ہوں میں آج بھی مرسکتا ہوں اور کل بھی مرسکتا ہوں۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے"۔ (الفضل ۱۸ / فروری ۱۹۵۸ء)

حضرت مصلح موعود اس پیشگوئی کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔ اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں"۔

پھر فرمایا:۔

"خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کردے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریمؐ کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہوجائے"۔

فرمایا:۔

"یہ وہ آواز ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے۔ یہ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے۔ یہ سچائی نہیں ٹلے گی نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی اور اسلام دنیا پر غالب آکر رہے گا"۔

(الموعود صفحہ ۲۱۰)

پیشگوئی میں بیان
چند علامات کا اجمالی ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے متعلق خدائی خبروں پر مہر تصدیق ثبت کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کو جو پیشگوئی مصلح موعود کا اشتہار جاری فرمایا اس میں اس عظیم الشان موعود فرزند کی ۵۲ علامات درج کی گئی ہیں۔ جن میں سے یہاں چند ایک کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱)...... پیشگوئی میں آپ کے آنے کی غرض یہ بتائی گئی کہ **"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"**۔

حضرت مصلح موعودؓ بالکل نوعمری میں ہی قرآن کریم کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ شروع سے ہی آپ اپنی تقاریر میں قرآن کریم کے معارف بیان فرمانے لگے۔

اسی زمانہ میں فرشتوں نے سورہ فاتحہ کی تفسیر آپ کو سکھائی آپ فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد آج تک سورہ فاتحہ پر کبھی نہیں بولا کہ مجھے اس کے نئے نئے نکات نہ سمجھائے گئے ہوں"۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۰ء)

آپ نے ساری دنیا میں یہ اعلان کیا کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں بتلایا ہے کہ مجھے اس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے سو آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے ۲۰۔۲۵ سال پہلے سے یہ اعلان کررہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کرسکتا ہوں دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں"۔

(الفضل ۱۹ / فروری ۱۹۵۶ء)

آپ نے قرآن کریم کی متعدد سورتوں کی نہایت عمدہ جامع تفسیر کی جو تقریباً ۱۰ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مولانا نیاز فتح پوری صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے"۔ (ملفوظات نیاز جلد ۱۲۵)

حضرت مصلح موعودؓ بڑی تحدی کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں کہ:۔

"میں دعوی کرتا ہوں کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں۔ مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے"۔

مولانا عبد الماجد دریا آبادی آپ کے قرآنی علوم کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"قرآن اور علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کرگئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے"۔

(صدق جدید لکھنؤ ۱۸ / نومبر ۱۹۶۵ء)

(۲)...... پیشگوئی میں درج تھا کہ **"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا"** دس سال کی عمر میں انجمن ہمدردان اسلام میں آپ نے تقریر فرمائی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ فرماتے ہیں:۔

"تقریر کیا تھی علم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدین کھڑے ہوئے......اور آپ کی تقریر کی بے حد تعریف کی، قوت بیان اور روانی کی داد دی، نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے نہایت اکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آکر رخصت فرمایا"۔

(الحکم ۱۲ / اکتوبر ۱۹۳۹ء)

آپ کی پہلی تقریر جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں ہوئی اس وقت عمر ۱۸ سال کی تھی۔ سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی تفسیر فرمائی۔ نامور ادیب قاضی ظہور الدین اکمل صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو پورے زور سے بہہ رہا تھا"۔ (الحکم ۱۰ / جنوری ۱۹۰۷ء)

ظاہری اور باطنی علوم کا یہ حال تھا کہ قریباً ۲۲۵ کے قریب کتب رسائل وغیرہ تصنیف فرمائے۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں پیش ہونے والی سائمن کمیشن رپورٹ پر ایک تبصرہ "ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسائل کا حل" کے نام سے لکھا جس پر اخبار انقلاب لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے سرانجام دیا"۔ سیٹھ عبداللہ ہارون لکھتے ہیں:۔

"میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے"۔

چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا، مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس خدمت دین کی توفیق دی"۔

فرمایا:۔

"مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جاسکے گا"۔

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۶)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کے فضل سے علم النفس کا بہت ماہر ہوں یوں تو میں پرائمری پاس بھی نہیں مگر علم النفس کے ماہر لوگ بھی گفتگو میں مجھ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے دبتے ہیں اور وہ سینکڑوں کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی میرے علم النفس کا مقابلہ نہیں کرسکتے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۵)

"میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص میرے ساتھ بات کرتا ہے اور میری روح اس کی روح سے ٹکرا کر معلوم کرلیتی ہے کہ یہ منافق کی روح ہے اس طرح کئی ایسے ہوتے ہیں جو ظاہر میں بڑے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں ہاتھ چومتے ہیں مگر ان کے ہاتھ چومنے پر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے میرے ہاتھ کو نجاست لگادی ہے اور ان کی باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا وہ گالیاں دے رہے ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۲)

(۳)...... پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ **"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"** یہ پیشگوئی مختلف لحاظ سے پوری ہوئی آپ نے قیام پاکستان کے بعد جماعت کے نئے مرکز ربوہ کی بنیاد رکھ کر مکہ مدینہ اور قادیان کے بعد ایک چوتھا مقام بھی اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے تیار کیا یوں بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

(۴)...... پیشگوئی میں یہ الفاظ بھی تھے کہ **"وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"** یہ وہ وقت تھا جب اسلامی دنیا کی حالت نہایت نازک اور مخدوش ہو چکی تھی ایک وہ وقت تھا جب سارا یورپ ایک اسلامی ملک سے ڈرتا تھا اب ساری اسلامی دنیا مل کر بھی ایک مغربی ملک کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ برطانیہ، فرانس، یورپ اور امریکہ تمام اسلامی دنیا پر غالب تھے۔ چنانچہ آپ نے اسلامی دنیا کو آزاد اور مستحکم بنانے کے لئے دعا اور دوا دونوں ہتھیاروں سے کام لیا فرماتے ہیں:۔

"جب سعودی، عراقی، شامی، لبنانی، ترک، مصری اور یمنی سو رہے ہوتے ہیں میں ان کے لئے دعا کررہا ہوتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں گی خدا تعالیٰ ان کو پھر سے ضائع شدہ عروج بخشے گا اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی قوم ہمارے لئے فخر و مباہات کا موجب بن جائے گی خدا کرے جلد ایسا ہو"۔ (رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۵۵ء)

(۵)...... پیشگوئیوں میں بتایا گیا تھا کہ **"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا"** آپ کے دور خلافت میں سو کے لگ بھگ علمی، روحانی اور تربیتی تحریکات اس پیشگوئی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جن میں خاص طور پر ذیلی تنظیموں کا قیام، تحریک جدید او روقف جدید کی تحریکات قابل ذکر ہیں۔

(۶)...... پھر پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ **"زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"**۔ اور آپ کے آنے کا مقصد یہ بھی بتایا گیا تھا کہ **"تا دین اسلام کا شرف دنیا پر ظاہر ہو"**۔ چنانچہ جب آپ منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو اس وقت جماعت کی تعداد چند لاکھ تھی اور مخالفت اور وسائل

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

سارے انبیاء کے کشوف مل کر بھی آنحضرت ﷺ کے کشوف کے برابر نہیں ہوتے

آپ کے بہت سے کشوف کا اردگرد کے ماحول پر بھی پرتو پڑا اور بہت سے لوگ ان کے گواہ بن گئے

(احادیث نبویہ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض عظیم الشان کشوف کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۰؍جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۱۰؍صلح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اس وقت جو سلسلہ جاری ہے وہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تعلق سے مضمون کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اب بھی صفات حسنہ کے تعلق سے ہی میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَايَشَآءُ ۔ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔﴾ (سورة الشوریٰ: آیت ۵۲)

اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

یہ جو اللہ تعالیٰ وحی کے متعلق فرماتا ہے اس میں کشوف بھی داخل ہیں۔ پردے کے پیچھے سے بھی اور ظاہر ہو کے بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ جو کشوف عطا فرمائے ہیں کو ان کا میں نے جائزہ لیا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ سارے انبیاء کے کشوف مل کے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کشوف کے برابر نہیں ہوتے ۔ کثرت سے آپ کو کشوف دکھائے گئے اور پھر خصوصیت یہ ہے کہ کشوف اس طرح کے دکھائے گئے ہیں کہ بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی وہی کشوف دیکھے ہیں۔ صرف رسول اللہ ﷺ اکیلے اس میں نہیں تھے۔ ان کشوف کے پَرتو سے اردگرد کے ماحول میں بھی لوگوں نے کشوف دیکھے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اور اس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اس کی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پَیروں کے نیچے پڑی ہیں۔ ایسا ہی اس کے کان کو بھی مُغیبات کے سننے کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بیقراروں کے وقت ان کی آواز سے تسلی پاتا ہے...... اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دی جاتی ہے اور بسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اس کو جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے دل کو قوت اور فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں''۔ (حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۸)

اب میں آنحضرت ﷺ کے کشوف کا حال بیان کرتا ہوں۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ان معاملات کے بارہ میں جن کے بارہ میں سوال کرنے کی کوئی اور جرأت نہ کرتا تھا تو سوال کر لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! وہ کون سی چیز ہے جو آپ نے نبوت کے اوائل میں دیکھی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابوہریرہؓ تم نے ایک بہت بڑا سوال کر دیا ہے۔ پھر آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا میں دس سال اور کچھ ماہ کی عمر میں صحرا میں جا رہا تھا۔ دس سال کے تھے نبوت سے بہت پہلے، تو میں نے اپنے سر کے اوپر کی طرف سے ایک آواز سنی کہ ایک شخص دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ کیا یہ وہی ہے۔ اس پر اس نے دوسرے کو جواب دیا: ہاں یہ وہی ہے۔ پھر وہ ایسے چہروں کے ساتھ میرے سامنے آئے جو میں نے کبھی کسی مخلوق میں نہیں دیکھے اور ایسی اَرواح کے ساتھ وہ دونوں ظاہر ہوئے کہ میں نے مخلوق میں وہ نہیں دیکھیں۔ ایسے کپڑوں میں ملبوس تھے کہ میں نے کبھی کسی کو ویسے کپڑوں میں ملبوس نہیں دیکھا۔ وہ دونوں میرے پاس چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک نے مجھے میرے بازو سے جکڑ لیا جبکہ میں ان کے ہاتھوں کا لمس محسوس نہ کرتا تھا۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا اسے لٹا دو۔ پس ان دونوں نے مجھے زمین پر لٹا دیا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کا سینہ چاک کر دو۔ چنانچہ ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اسے چاک کر دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ نہ تو میرا خون نکلا اور نہ ہی مجھے درد محسوس ہوا۔ چنانچہ ایک نے دوسرے کو کہا کہ اس کے سینہ سے کینہ اور حسد نکال دو۔ چنانچہ اس نے لوتھڑے کی طرح کی ایک چیز نکالی اور اسے دور پھینک دیا۔ پھر اس نے اس کو کہا کہ اس میں رأفت اور رحمت ڈال دو۔ ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ والا مضمون ہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بھی لوتھڑے کی طرح کی کوئی چیز تھی جو چاندی سے مشابہت رکھتی تھی۔ پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلایا اور کہا اٹھو اور خیر و عافیت سے جاؤ۔ چنانچہ میں اس کے کہنے پر اس حال میں اٹھا کہ میرے دل میں چھوٹوں کے لئے نرمی تھی اور بڑوں کے لئے رحمت تھی۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیلؑ تشریف لائے آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اس نے آپ کو پکڑا، آپ کو لٹایا اور آپ کے سینہ کو کھولا اور دل کو نکالا پھر دل کھولا اور اس سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ آپ میں شیطان کا یہی حصہ ہے۔ پھر جبرائیل نے سونے کے طشت میں آبِ زم زم سے اسے دھویا پھر اُسے دوبارہ جوڑ دیا اور پھر اسے اس کی جگہ واپس رکھ دیا راوی بیان کرتے ہیں کہ بچے آپ کی والدہ یعنی رضاعی والدہ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے انہوں نے کہا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ آپ کی طرف آئے آپ کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء ......) اب اس کشف میں وہ چھوٹے بچے بھی ساتھ شریک ہو گئے۔ یہی میں کہنا چاہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کشوف میں ماحول پر بھی پَرتو پڑا ہے اور بہت سے لوگ ان کشوف کے گواہ بن گئے جبکہ عام طور پر کشوف اکیلا ہی ایک انسان دیکھتا ہے۔

ابتدائے نبوت میں کشوف و رؤیا کا آغاز:۔ یونس بن یزید روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن شہاب نے بتایا کہ انہیں عُروہ بن زبیرؓ نے بتایا کہ اُمّ المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کو رؤیا صادقہ (یعنی سچی خوابیں) آتی تھیں۔ آپ جب بھی کوئی رؤیا دیکھتے وہ صبح کے طلوع ہونے کی طرح پوری ہو جاتی تھی۔ پھر آپؐ کو خلوت میں رہنا محبوب ہو گیا۔ چنانچہ آپ غار حرا میں جانے لگے اور کئی کئی راتیں غار حرا میں خلوت گزینی میں گزارتے اور اس خلوت نشینی کے لئے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ جب ساز و سامان ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آجاتے۔ چنانچہ وہ پھر آپ کی تیاری کروا دیتیں۔ یہاں تک کہ غار حرا میں آپ پر حق منکشف ہو گیا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا ﴿اِقْرَاْ﴾ (یعنی پڑھو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَا اَنَا بِقَارِئٍ﴾ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ ہی فرماتے ہیں اس پر اس فرشتہ نے مجھے پکڑا اور مجھے بھینچا یہاں تک کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ﴾۔ میں نے پھر کہا۔ مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ اس پر اس نے مجھے پھر پکڑ لیا اور بھینچا اور اتنا بھینچا کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ﴾ پڑھو۔ میں نے کہا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ چنانچہ اس نے

مجھے پھر پکڑ لیا اور بھینچا یہاں تک کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ جبریل نے ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ تک کی آیات پڑھیں۔ چنانچہ اس وحی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ گھر کو لوٹے اور خوف سے آپ کانپ رہے تھے۔ جیسے سخت سردی کا بخار چڑھ رہا ہو۔ جا کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کہا کہ میری تو حالت خراب ہوگئی ہے مجھے کپڑا اوڑھا دو، زَمِّلُوْنِیْ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا کہ جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا نہیں ہے۔ مبارک ہو۔ پس اللہ کی قسم وہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ بخدا آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کی تصدیق کرتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ایسی نیکیاں بجالاتے ہیں کہ جو معدوم ہوچکی ہیں اور آپ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ حوادث زمانہ کے شکار لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جتنی توفیق دیتا تھا اس قدر وہ انجیل سے ترجمہ کرکے عربی میں لکھا کرتے تھے۔ بہت ضعیف تھے اور نابینا بھی ہوچکے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا اے چچازاد! اس بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے کہا: بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ اس پر آنحضور ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ اس پر ورقہ نے کہا کہ کاش میں اس وقت تک زندہ ہوتا جب تیری قوم تجھے نکال دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ کاش مجھ میں طاقت ہوتی تو میں کمر باندھ کر تیری مدد کرتا مگر وہ پہلے ہی فوت ہوگئے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ العلق اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: پھر کچھ دیر تک سلسلہ وحی منقطع رہا۔ ایک روز جبکہ میں چلتا جارہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف کیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں اس سے ڈر گیا اور تیزی سے چلتے ہوئے اپنے گھر پہنچا۔ پھر میں نے اپنے گھر والوں سے کہا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِی۔ یعنی مجھے ڈھانپ دو۔ مجھے ڈھانپ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سورۃ المدّثر کی آیات ﴿یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ﴾ سے لے کر ﴿وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ﴾ تک نازل فرمائیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم)

بشیر بن ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابومسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریلؑ نازل ہوئے پھر انہوں نے میری امامت کی چنانچہ حضرت جبریلؑ نے حضرت رسول اللہ کی امامت کی۔ تو میں نے ان کی امامت میں نماز ادا کی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ انگلیوں پر گن کے بتایا کہ پانچ نمازیں ہماری پوری ہوگئیں۔ (بخاری کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت اُجلے اور سفید تھے اور بال سخت سیاہ۔ سفر کا کوئی نشان اس پر نظر نہیں آتا تھا لیکن ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اپنے زانو آنحضور ﷺ کے زانو سے ملائے اور اپنے ہاتھ رانوں پر رکھ لئے اور پوچھنے لگا: اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلق کچھ بتایئے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہے اور یہ کہ تو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور تجھے سفر کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس پر اُس شخص نے کہا: آپؐ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہوا کہ وہ خود ہی پوچھتا ہے اور پھر خود ہی ساتھ تصدیق بھی کررہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: ایمان کسے کہتے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو ایک مانے، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں، یوم آخرت پر اور قدرِ خیر وشر پر یقین رکھے۔ اس پر اُس نے پھر کہا: آپؐ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر اُس نے کہا: مجھے احسان کے متعلق کچھ بتایئے؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں تو کم سے کم یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کی گھڑی کے متعلق کچھ بتایئے۔ آپ نے فرمایا: جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس پر اُس نے کہا: پھر مجھے اس کی کچھ علامات بتادیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: آثار قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے، ننگے جسم والے بھوک کے مارے بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے دیکھے گا۔ اس سوال و جواب کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دیر میں اسی تعجب میں رہا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تمہیں معلوم ہے کہ یہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ جبرائیل تھا جو تم کو تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ کتاب الایمان)

دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعد میں حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے لوگ پیچھے گئے کہ دیکھیں کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا تھا، اس کا دور تک کہیں کوئی نشان نہیں ملا۔ تو جبرئیل اس شکل کے تو تھے نہیں۔ جبرئیل تو افق سے افق تک پھیلی ہوئی شکل میں بھی آنحضرت ﷺ کو نظر آئے ہیں۔ پس کشف میں اصل جو صورت ہے وہ نظر نہیں آیا کرتی اس کا ایک منظر نظر آتا ہے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ کشف میں اصل صورت نظر آئے مگر بعض کشوف میں اصلی صورت بھی نظر آجایا کرتی ہے۔

حضرت جبرئیل کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب محدّث فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام بذات خود نازل نہیں ہوتا بلکہ ایک تمثیلی وجود انبیاء علیھم السلام کو دکھائی دیتا ہے اور جبرائیل اپنے مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے۔ یہ وہی عقیدہ جس کا اس عاجز (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام) کو بھی یقین ہے۔ (ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

مدینہ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک کشفی نظارہ دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے مدینہ سے نکلی ہے اور مُھَیْعَہ یعنی جُحْفَہ میں جاکر ٹھہری ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ مدینہ کی بیماری جُحْفَہ منتقل ہوجائے گی۔ (بخاری کتاب التعبیر، باب اذا رأی أنه اخرج الشئ من کورة، فاسکنه موضعا اخر) پس مدینہ میں جو Plague پھیلا ہوا تھا واقعۃً وہ کچھ دن کے اندر اندر جُحْفَہ منتقل ہوگیا۔

غزہ بدر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کشف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھے کہ اُنہوں نے ہمیں بدر والوں کی باتیں بتانا شروع کیں اور آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگلے روز ہونے والی جنگ میں کفارِ مکہ کے مرکر گرنے والوں کی جگہوں کی نشان دہی کی تھی۔ اور فرمایا یہاں فلاں شخص گرکر مرے گا اور یہاں فلاں شخص گرکر مرے گا۔ پس جنگ بدر میں ایسا ہی ہوا۔ جس جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جو پیشگوئی کی تھی بعینہٖ اسی طرح وہ اس مقام پر گرکر مرا۔

(مسلم کتاب الرؤیاء باب رؤیا النبی ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر والے دن فرمایا کہ جبرئیل اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہے اور انہوں نے آلاتِ حرب سجائے ہوئے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی۔ باب شهود الملائکة بدرًا) تو جبرئیل اس بہادر جوان کی شکل میں بھی نظر آئے جو گھوڑے پر سوار تھے اور آلات حرب سجائے ہوئے تھے پس وہ دشمن پر حملہ آور ہورہے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے کہ جنگ اُحد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو اور شخص جن کے کپڑے سفید تھے آپ کی طرف سے بڑی شدت کے ساتھ لڑائی کررہے تھے اور ان دو افراد کو میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی بعد

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں دیکھا۔(بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا......)

غزوہ خندق کے موقعہ پر کشفی نظارے: حضرت ابوسکینہ جو ایک آزاد کردہ غلام تھے آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم خندق کھودنے کا ارشاد فرمایا تو ایک چٹان ان کے آڑے آگئی۔ تب رسول اللہ ﷺ اٹھے، کدال ہاتھ میں لی، اپنی چادر خندق کے ایک طرف رکھی اور فرمایا: تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام صدق اور عدل کے ساتھ پورا ہو گیا اس کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے پھر کدال اٹھایا اور دوبارہ پھر پتھر کو مارا اور پتھر سے پھر ایک شعلہ نکلا تو آپؐ نے پھر یہی آیت پڑھی تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ......(حضور نے فرمایا) خطبہ چونکہ لمبا ہے اس لئے میں ذرا مختصر کر رہا ہوں اس کو۔ مضمون یہی ہے لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آخر تک پڑھی۔ اس پر پتھر کا بقیہ تیسرا حصہ بھی ٹوٹ گیا جب آپ خندق سے باہر تشریف لائے اپنی چادر اٹھائی اور بیٹھ گئے۔ حضرت سلمانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ضرب لگاتے تھے تو میں اس کے ساتھ ایک چنگاری دیکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان کیا تو نے بھی وہ چنگاری دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے خدا کے رسول جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہاں میں نے وہ چنگاری دیکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: جب میں نے پہلی دفعہ ضرب لگائی تو میرے لئے کسریٰ کے شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے اور دیگر کئی شہر نمودار ہوئے یہانتک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس پر آپ کے پاس موجود صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لئے فتح کردے اور ان کے گھر ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر عطا فرمادے اور ان کے ملکوں اور شان و شوکت کو ہمارے ہاتھوں سے برباد کردے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر میں نے دوسری ضرب لگائی میرے لئے قیصر کے شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے نمودار ہوئے یہاں تک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس پر آپ کے پاس موجود صحابہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لئے فتح کردے اور ان کے گھر ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر عطا کردے اور ان کی شان و شوکت کو خاک میں ملادے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی پھر آپ نے فرمایا میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے لئے حبشہ کے شہر اور ان کے اردگرد کے علاقے نمودار ہوئے یہاں تک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اہل حبشہ تم سے تعرض نہ کریں تم بھی ان سے تعرض نہ کرو۔ (یعنی اہل حبشہ کے لئے یہ دعا نہیں کی کہ وہ برباد ہو جائیں)۔ اور جب تک تُرک تم سے (جنگ کرنے سے) باز رہیں تم بھی ان سے باز رہو۔(سنن نسائی، کتاب الجھاد)

حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جنگِ خندق کے دن سعدؓ زخمی ہو گئے تھے جنہیں قریش کے ایک شخص حبان بن عرقہ نے پنڈلی کی رگ میں تیر مارا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کے خیمہ مسجد میں لگوادیا تھا تاکہ قریب سے ہی ان کی عیادت کر سکیں۔ پھر جب غزوۂ خندق سے واپس لوٹے تو آپ نے اپنے ہتھیار اُتار دیئے اور غسل فرمایا تو اس وقت جبریلؑ آپ کے پاس آئے۔ اور کہا: آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں ابھی ان کو نہیں اُتاروں گا۔ اُن کی طرف حملہ کے لئے نکلو۔ اس پر نبی ﷺ دریافت کیا کہ کن کی طرف؟ اس پر جبریلؑ نے کہا بنو قریظہ کی طرف۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی تو آنحضرتؐ کے سامنے انہوں نے شکست کھائی۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاھم)

اب معراج بھی ایک عظیم الشان کشف تھا۔ اس کو رؤیا کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رؤیا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ یہ ایک عظیم الشان کشف تھا جو بظاہر رؤیا کہلانے لگ گیا ہے۔ آپؐ نے کشفی نظارہ دیکھا حضرت آدمؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں میں قابل ذکر ہیں جن کو آپؐ نے کشف میں دیکھا۔ یہ حدیث لمبی تھی اس کا خلاصہ نسبتاً نکال کے بیان کیا جا رہا ہے۔

نمازوں کی فرضیت کا واقعہ اسی معراج سے تعلق رکھتا ہے۔ جب آپؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرے اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے اُوپر چلے گئے تو اس وقت واپسی پر انہوں نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی۔ ہیں حضرت موسیٰ نے کہا کہ خدا کے بندے اتنی نمازیں تیری امّت پر بوجھ ہوں گی واپس جاؤ اور بخشواؤ۔ واپس گئے پھر پچاس کی بجائے چالیس ہو گئیں پھر دوبارہ یہی واقعہ ہوا، پھر واپس گئے پھر چالیس کی بجائے تیس ہو گئیں، یہانتک کہ پانچ ہو گئیں اور اس پہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ پانچ نمازیں بھی تمہاری پچاس کے برابر ہیں۔

(تفصیلی روایت۔ صحیح بخاری۔ کتاب الصلوۃ میں درج ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ کے متعلق جو کہا تھا میں اتنی جلدیں لکھوں گا اور پھر لکھ نہیں سکے تھے۔ مولوی اعتراض کرتے تھے۔ آپ نے کہا جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کو پچاس سے پانچ کہہ کر پھر پچاس کے برابر کہا ہے میں نے جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھ دیا ہے وہی میرے وعدے کے مطابق پورا ہے۔ اس میں سارے مضامین آگئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو (حالت کشف میں) میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے (یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے)

(ابو داؤد۔ کتاب الادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسراء کے دوران میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ ان کا حلیہ کیا تھا۔ بال لمبے اور بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی شکل کا جائزہ لیا جیسے شنوءہ قبیلہ کا کوئی فرد ہو۔ اسی طرح میری ملاقات حضرت عیسیٰ سے بھی ہوئی۔ میں نے ان کی شکل کا جائزہ لیا درمیانہ قد، سرخی مائل رنگ۔ یوں لگتا جیسے ابھی ابھی حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیکھا میری شکل ان کی اولاد میں سے ان سے بے حد ملتی تھی۔ پھر فرمایا کہ میرے سامنے دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ جو پسند ہے وہ لے لو۔ میں نے شراب کو رد کر دیا اور دودھ کو اختیار کر لیا۔ اس پر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپؐ نے بالکل درست کیا ہے۔ اگر شراب کو قبول کرتے تو آپ کی امّت بہک جاتی۔ (ترمذی کتاب التفسیر تفسیر سورة بنی اسرائیل) دودھ تو روحانی غذا ہے ہر پہلو سے یہ روحانی غذا ہے، اور جسمانی غذا بھی ہے۔ تو آنحضور ﷺ نے اپنی فراست سے دودھ کو پسند کر لیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ جبرائیل نے کہا شراب کو پسند کرتے تو امت گمراہ ہو جاتی۔

اب ایک کشفی نظارے میں آپ کو بیت المقدس بھی دکھایا گیا ہے۔ ابوسلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش مکہ نے (میرے سفر اسراء پر) مجھے جھٹلا دیا تو میں مقام حجر میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کی نشانیاں ان کو بتانے لگا، اس حال میں کہ میں اس کو دیکھ رہا تھا۔(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورة الاسراء باب قوله سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام)

اس کے متعلق دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ ایک یہودی نے اُٹھ کے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ اگر آپ نے دیکھا ہے واقعی بیت المقدس، تو وہ دیکھا ہوا تھا اس نے، مجھے بتائیں کہ وہ کس شکل کا ہے، کیا کیا چیزیں آپؐ نے دیکھی ہیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر Blank ہو گیا، سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سامنے بیت المقدس کھڑا کر دیا اور اس کے نشان دیکھ دیکھ کے ایک ایک چیز بتانے لگے کہ یہ اس کا یہ فلاں جگہ یہ ہے فلاں جگہ یہ ہے۔

حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے اپنے عزیزوں کے نام مکہ بھیجے ہوئے خط کو کشفاً دیکھنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زُبیر اور مقداد کو بھجا اور فرمایا شفشاخ کے باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت شُتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے کر آؤ۔ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے گئے۔ اب یہ رؤیا نہیں ہے کشف ہے۔ گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے وہ عورت مل گئی۔ ہم نے اس سے کہا خط نکالو۔ وہ بولی میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا تمہیں خط نکالنا پڑے گا یا کپڑے اُتارنے پڑیں گے۔ پھر میں نے وہ خط اس کے بالوں کے جوڑے سے نکالا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کے نام اس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کی بعض باتوں کا ذکر کیا تھا۔ (ایک روایت میں ہے کہ حاطب نے اس میں رسول اللہ ﷺ کی تیاری اور فوج کی آمادگی اور مکہ کی روانگی سے کافروں کو مطلع کیا تھا۔)

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل حاطب ابن ابی بلتعة و اھل بدر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غزوہ موتہ پر لشکر کو بھجوایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کے امیر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ امیر ہوں گے۔

اس ضمن میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اس لشکر کی کوئی خبر مسلمانوں کو پہنچتی، رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں امرائے لشکر کی شہادت کی اطلاع بھی لوگوں کو دے دی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: زیدؓ نے جھنڈا پکڑا ہوا تھا مگر شہید ہوگئے۔ اسی ترتیب سے وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ نے جھنڈا تھام لیا مگر وہ بھی شہید ہوگئے۔ اس کے بعد ابنِ رواحہؓ نے جھنڈا تھاما مگر وہ بھی شہید ہوگئے۔ ابن رواحہ کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ان کے ہاتھ کاٹے گئے، ٹنڈے ہاتھوں سے اس جھنڈے کو تھام لیا۔ لڑتے رہے یہانتک کہ آپ کی جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کی آواز بھرا گئی اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا) مجھے رونا آیا ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی جب یہ واقعہ سنا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے خلاف فتح دی۔ (بخاری۔ کتاب المناقب) یہ اللہ کی تلوار حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے جنت میں داخل ہونے والے تین افراد اور دوزخ میں داخل ہونے والے تین افراد پیش کئے گئے۔

جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین افراد: (۱) شہید، (۲) ایسا غلام جو اپنے رب کی عبادت عمدہ طور پر ادا کرتا ہو اور اپنے آقا کا بھی خیر خواہ ہو۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جو عفّت اختیار کرتا ہے اور عیالدار ہونے کے باوجود سوال کرنے سے گریز کرتا ہے۔ یہ خاص طور پر نصیحت یاد رکھنی چاہئے کہ غربت میں بھی سوال کرنے کی عادت نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سوالی کو کچھ نہ دو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ﴾ اگر کوئی سوال کرتا ہے تمہارا فرض یہی ہے کہ اس کو دے دو۔ لیکن سوالی کو منع فرمایا ہے کہ وہ سوال نہ کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد دوزخ میں جانے والوں میں سے فرمایا پہلا وہ شخص، وہ امیر جو مسلّط کیا گیا ہو یعنی لوگوں کے منشاء کے مطابق نہ ہو بلکہ جبری حاکم ہو۔ ایسا صاحبِ مال جو امیر ہونے کے باوجود غریبوں پر خرچ نہ کرے اور ایسا فقیر کہ پلّے کچھ نہ ہو اور تکبّر ہو محض اکڑتا پھرے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیزی سے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ میں نے دیکھا آپؐ برّاق پر ایک اور شخص کے ہمراہ سوار تھے۔ یہ کشف حضرت عائشہ کا کشف ہے جو رسول اللہ ﷺ کے متعلق انہوں نے دیکھا۔ اس شخص نے سفید پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ اس پگڑی کا ایک پلّو اس کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ بُرّاق کی جادوں پر یعنی اس کی باگوں پر رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کا اُٹھنا دکھایا گیا ہے، یہ کون تھا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اُسے دیکھا ہے؟ اس پر میں نے کہا۔ جی حضور۔ آنحضورؐ نے فرمایا تو تم نے کس کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دحیہ کلبی کو دیکھا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۰۵ زیر لفظ دحیہ بن خلیفہ) ایک روایت کے مطابق جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں بھی آتے رہے ہیں۔ تو دحیہ کلبی ایک شخص تھا اس کی جیسی بھی شکل تھی، اس شکل میں بھی جبرائیل نازل ہوتے رہے ہیں۔

یہ آخری روایت یہ ہے۔ حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے سامنے مسیحِ دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں لیکن مسیحِ دجّال کانا ہوگا۔ مسیح دجّال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اور یوں اُبھری ہوئی ہوگی جیسے انگوروں کا دانا ہوتا ہے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے، زُلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں، وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ مسیح ابن مریم ہے۔ میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا۔ گھنگریالے بال والا، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قَطَن سے جلد ملتی جلتی ہے۔ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح الدجال ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا)

اب یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے بھی میں روایت بیان کر چکا ہوں اس میں حضرت مسیح کا حلیہ اَور ہے اور یہاں حلیہ اَور ہے۔ اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ یہاں کالے اور سیدھے بال دکھائے گئے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی وہ مسیح ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے کشفاً دیکھا ہے۔ اور دجال کے کانے ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی جو دین کی آنکھ ہے وہ کچھ نہیں دیکھ سکے گی لیکن دنیا کی آنکھ اس کی بہت تیز ہوگی۔ یہانتک کہ زیر زمین چیزوں کو بھی دیکھ لے گی۔ چنانچہ اب جتنی بھی ایجادات ہیں اور ﴿وَاِذَ الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَ تَخَلَّتْ﴾ کے متعلق جو آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی زمین کے اندر جو چیزیں ہیں وہ اگل دی جائیں گی۔ پس دجال ان کو دیکھ لے گا جو زمین کے نیچے دفن ہے۔

تنزانیہ میں صوبہ لنڈی اور مطوارا میں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

سفر کی مشکلات اور مالی تنگی کے باوجود ۴۴۲۔ افراد کی شمولیت۔

کئی دوست پیدل یا سائیکلوں پر آئے

(فیض احمد زاھد۔ امیر ومشنری انچارج تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنزانیہ میں تربیتی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام صوبوں میں جلسہ سالانہ کرانے کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے تاکہ احمدی احباب جو مرکزی جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ اپنے اپنے صوبائی جلسوں سے استفادہ کرسکیں۔

اسی سلسلہ میں مورخہ ۱۴؍اور ۱۵؍دسمبر کو لِنڈی (Lindi) اور مطوارا (Mtwara) کے صوبوں کا سالانہ جلسہ منعقد کیا گیا جو کہ مساسی (Masasi) کی جماعت میں ہوا۔

اس جلسہ کی تیاری میں ہمارے معلمین نے بہت محنت کی اور جلسہ پر ہونے والے اخراجات کے لئے احباب کو بار بار توجہ دلائی۔

آمد شرکاء

تنزانیہ میں ٹرانسپورٹ کا نظام بہت ہی ناقص ہے جس کی وجہ سے بعض دفعہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ تک جانے کے لئے دو دو دن تک کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کے باوجود جلسہ میں شمولیت کے لئے اکثر احباب جمعہ کے روز ہی مساسی پہنچ گئے۔ نماز جمعہ کے بعد خدام اور اطفال کی دلچسپی کے لئے مختلف ورزشی کھیلوں کا انتظام کیا گیا تھا جس میں سب نے بڑے شوق اور جذبہ سے شمولیت اختیار کی۔

پہلا دن

جلسہ کا آغاز صبح ۹ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ آج مہمان خصوصی ڈسٹرکٹ کمشنر تھے جنہوں نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے اپنا نمائندہ بھجوایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت کی سرگرمیوں کو سراہا اور کہا کہ جماعت کا پیغام دلوں کو لبھانے والا ہے۔ اور یہ پیغام ہر طبقہ فکر کے لوگوں تک پہنچنا چاہئے۔

بعدہ مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

دوسرا اجلاس

شام تین بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی بھی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جس کے بعد مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

دوسرا دن

جلسہ کے دوسرے دن کا پہلا سیشن صبح ۹ بجے شروع ہوا اور نماز ظہر وعصر کے بعد دوسرا سیشن شام تین بجے شروع ہوا۔ ان دونوں سیشنوں میں مختلف موضوعات پر تربیتی تقاریر ہوئیں۔

تربیتی کلاس

جلسہ کے موقعہ پر ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی جو روزانہ نماز مغرب وعشاء کے بعد شروع ہوتی۔ اس میں مختلف اختلافی مسائل اور فقہی مسائل سمجھائے جاتے۔ نیز سوال وجواب کی مجلس لگائی جاتی۔

اس جلسہ میں مالی وسائل کی تنگی کے باوجود ۴۴۲۔ افراد نے شرکت کی۔ بعض احباب میلوں پیدل چل کر شامل ہوئے یا سائیکلوں پر آئے۔ دارالسلام سے پندرہ افراد کا ایک وفد دو دن کا سفر طے کر کے اس جلسہ میں شامل ہوا۔

آخر پر قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شامل ہونے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو مقبول خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اخلاص کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”میں امیروں کو اپنا مرید بنانے سے ڈرتا ہوں۔ میں تو غرباء ہی کو چاہتا ہوں۔ مجھ کو تعداد بڑھانے کا بھی خیال نہیں۔ بلکہ اخلاص چاہتا ہوں۔ بعض اوقات کسی امیر کی نسبت میں یہ خیال کرلیا کرتا ہوں کہ یہ دل کا غریب ہے“۔

جماعت احمدیہ کے مشہور عالم مذہبی و روحانی پیشوا

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

درج ذیل مضمون راقم الحروف نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے المناک وصال ۷/۸ نومبر ۱۹۶۵ء کے معاً بعد لکھا جسے جناب ملک مبارک احمد صاحب ایمن آبادی مرحوم نے ماہنامہ 'رفتار زمانہ' لاہور میں دسمبر کے شمارہ میں زیب قرطاس کیا تھا اور اب قند مکرر کے طور پر سینتیس سال بعد قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں دوبارہ پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔
(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

مرزا بشیر الدین محمود احمد، بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے فرزند ارجمند اور جماعت کے دوسرے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ احمدی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی لوگوں کو بتلا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسا لڑکا عطا فرمائے گا" جس کا نام محمود ہوگا۔ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

آپ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے زمانۂ خلافت میں جو اکاون سال تک ممتد رہا دنیا کے ہر ایک حصہ میں تبلیغی مراکز قائم کئے گئے۔ چنانچہ انگلستان، امریکہ، جرمنی، ہالینڈ، مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، بلاد عربیہ اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں نوّے سے زائد تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں جہاں تبلیغ اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے زمانہ میں متعدد غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہوئے اور بیرونی ممالک میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپ نے اپنے پیچھے ہزارہا صفحات کا ایک عظیم الشان لٹریچر یادگار چھوڑا ہے جو قریباً پونے دوسو کتب و رسائل پر مشتمل ہے اور جس میں تفسیر، کلام، فقہ، اخلاق و روحانیت، سیاست وغیرہ اہم مضامین پر مشتمل ہے اور نہایت قیمتی معلومات سے لبریز ہے۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم۔

آپ نے تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام کے ساتھ ساتھ دوسرے اہم امور میں بھی مسلمانوں کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور ہر موقعہ پر مسلمانوں کی دینی اور دنیوی بہبود میں رہنمائی کی تدابیر اختیار کی ہیں۔

۲۴۔ ۱۹۲۳ء میں جب یوپی کے علاقہ میں فتنۂ ارتداد کا زور ہوا اور آریہ سماج نے وہاں پر لاکھوں مسلمانوں کو شدھ کر کے ہندو بنالیا تو آپ ہی نے اس تحریک کا مقابلہ کر کے آریوں کو شکست دی۔ آپ نے اپنی جماعت کے سینکڑوں افراد کو اس علاقہ میں بھجوایا جنہوں نے ہر طرح کی تکلیف برداشت کر کے آریہ سماج کی تحریک کو ناکام کیا۔ اور وہ مسلمان جو ہندو ہو چکے تھے انہیں دوبارہ اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ آپ کی اس انمول اسلامی خدمت کا اعتراف دوسرے مسلمانوں نے بھی کیا۔

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو درست اور مضبوط کرنے کے لئے بھی آپ نے نہ صرف نیک تحریکیں کیں بلکہ عملی طور پر تدابیر اختیار کرنے میں ان کی مدد کی۔ مسلمانوں کو آپ نے توجہ دلائی کہ چونکہ ان کی اقتصادی حالت کمزور ہے اس لئے دوسری قومیں ان کی عزت نہیں کرتیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ تجارت کی طرف زیادہ توجہ کریں اور ہر شہر اور ہر قصبہ میں دکانیں کھولیں اور جس طرح ہندو لوگ صرف اپنے لوگوں سے سودا خریدتے ہیں مسلمانوں کو بھی یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ ان کی تجارت کامیاب ہو اور ان کی مالی حالت مضبوط ہو۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مبلغین بھیج کر جگہ جگہ مسلمانوں کی قومی غیرت و حمیت کے جذبات کو ابھارا اور ان میں زندگی کی رَو چلائی۔ اس تحریک سے مسلمانوں نے اپنی دوکانیں کھولیں اور ہندو سرمایہ داروں اور بیوپاریوں کا مقابلہ کیا۔

امام جماعت احمدیہ کا ایک زرّیں کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۲۷ء کے قریب بعض ہندوؤں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق دلآزار کتابیں لکھیں جس میں اس مجسم پاک زندگی پر ناپاک حملے کئے گئے۔ آپ نے اس کے تدارک کے لئے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کو قائم کیا تاکہ اس ذریعہ سے تمام لوگوں کو معلوم ہو کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کتنی پاکیزہ اور اعلیٰ تھی اور آپ انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ جماعت کے سرخیل تھے۔

۱۹۲۴ء میں آپ انگلستان تشریف لے گئے تاکہ ان ممالک میں تبلیغی جدوجہد کا بنفس نفیس مشاہدہ کریں۔ انہی ایام میں آپ نے انگلستان میں ایک شاندار مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو اس وقت مبلغین اسلام کا مرکز ہے اور اس میں دن رات اعلاء کلمۃ اللہ کا مقدس کام ہو رہا ہے۔

۱۹۳۱ء میں کشمیر کے متعلق تحریک ہوئی کہ وہاں کے مسلمان جو تعداد کے لحاظ سے بڑی بھاری اکثریت رکھتے ہیں لیکن حکومت میں ان کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے، ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے اور ریاست کے مظالم سے انہیں نجات دلائی جائے۔ اس کام کے لئے شملہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر شامل ہوئے اور ایک آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کر کے حضرت امام جماعت احمدیہ کو متفقہ طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اہل کشمیر کے لئے اس تندہی اور خوش اسلوبی سے کام کیا کہ خدا کے فضل سے کشمیری مسلمانوں کے اکثر مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کی براہ راست کوششوں کے ماتحت ۱۹۳۴ء میں وہاں اسمبلی قائم ہوئی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کی کوشش سے احمدیوں کی ایک رضا کار بٹالین قائم ہوئی جس نے دو برس تک محاذ کشمیر میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ اِس وقت بھی جماعت احمدیہ اہل کشمیر کی بہبودی کے لئے برابر کام کر رہی ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب ملکی تقسیم کا سوال پیدا ہو کر باؤنڈری کمیشن کا تقرر ہوا تو آپ نے مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اس اہم کام کے لئے قادیان سے لاہور آ کر کئی دن رہے اور بڑی تگ و دَو کر کے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایسا مواد فراہم کیا جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید تھا۔ اور اس موقع پر انگلستان سے اپنے خرچ پر ایک ماہر فن مسٹر سپیٹ کو بلوایا کہ حد بندی کے کام میں وہ مسلمانوں کے نمائندہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی امداد کرے۔ اس سے قبل مسلم لیگ اور اس کے مخالف پارٹیوں کے درمیان جو کشمکش تھی اسے دور کرنے کے لئے بھی امام جماعت احمدیہ نے انتھک کوشش فرمائی اور دہلی میں جا کر تمام مسلمان لیڈروں سے مل ملا کر اس کام کو انجام دیا۔

۱۹۴۷ء کے قیامت خیز انقلاب میں جماعت احمدیہ کو بھی اپنے مرکز قادیان سے نکلنا پڑا لیکن آپ کے تدبر اور اولوالعزمی نے نہ صرف قادیان کے مرکز کو سنبھالا بلکہ باوجود سخت مشکلات کے جماعت کے لئے ایک نئے مرکز کی طرح ڈالی۔ آپ نے ضلع جھنگ میں ربوہ نام کی ایک بستی آباد کی ہے جس میں جماعت کے تمام دفاتر قائم ہو چکے ہیں اور اس کی آبادی بڑی سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ مملکت پاکستان میں آپ نے یہ ایک مثال قائم کی ہے کہ بلند ہمت انسان حکومت پر بوجھ نہیں ہوتے۔ وہ دوسروں کے سہارے کی بجائے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر سربلند ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت کے پیش نظر آپ نے جماعتی نظام کی سہولت کے لئے مختلف صیغہ جات قائم کئے ہیں۔ ہر محکمہ کو نظارت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

۱۹۵۵ء میں آپ دوسری مرتبہ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے جہاں آپ کی صدارت میں مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کی مہم تیز تر کرنے کے لئے ایک اہم کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس سفر میں متعدد انگریز آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل اسلام ہوئے۔

۱۹۵۷ء میں آپ نے شدید بیماری کے باوجود قرآن مجید کی ایک مختصر مگر جامع اور معرکۃ الآراء تفسیر نہایت قلیل عرصہ میں لکھی جو تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوئی۔ ...... بہرحال اس محنت شاقہ کے بعد آپ کی صحت پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ آپ اس کے بعد بستر علالت سے اٹھ نہ سکے۔ اور بالآخر ۷/۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی شب کو انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ کی بے مثال شخصیت عالمگیر شہرت کی حامل تھی۔ چنانچہ آپ کی وفات پر نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی ممالک کے پریس نے بھی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا جو آپ کی بلند پایہ عظمت کا واضح ثبوت ہے۔

بالآخر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض مشہور زعمائے ملت و عمائد قوم کی چند آراء و تأثرات ہدیۂ قارئین کر دی جائیں:

☆ ...... برصغیر ہندو پاکستان کے مشہور مسلم لیڈر اور شاعر ...... ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر "زمیندار" لکھتے ہیں:

"کان کھول کر سن لو، تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے ...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ...... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے اپنا جھنڈا گاڑ

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

رکھاہے''۔

('ایک خوفناک سازش' صفحہ۱۹۶۔ مصنفہ مظہر علی اظہر)

☆......مصورفطرت شمس العلماء خواجہ حسن نظامی نے آپ کی قلمی تصویر ان الفاظ میں کھینچی:

''اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی علمی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئ جوانمردی کوثابت کردیا۔اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل وفہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں''۔

(اخبار 'عادل'۔ دہلی۔۲۴/اپریل ۱۹۳۳ء)

☆......۱۹۱۹ء میں لاہور میں مؤرخ اسلام پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے کی صدارت میں مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں خلیفہ صاحب نے''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے موضوع پرتقریر فرمائی ۔ اس جلسہ میں پروفیسر صاحب نے آپ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

''حضرات!عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاویں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت،اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ **آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچادیا تھا''**۔(تأثرات قادیان صفحہ ۲۱)

پروفیسر صاحب مذکور نے تقریر کے اختتام پر فرمایا:

''مَیں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر مَیں اچھی طرح رائے زنی کرسکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد **معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ابھی طفل مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ کی روشنی سے (جو اوپر آویزاں تھا) ہے۔**

حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے۔وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے ادق باب کو بیان کرسکیں۔میرے خیال میں تو لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہے......مَیں خواہش کرتا ہوں کہ ایسے ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں۔مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے''۔

☆......اس سلسلہ میں میاں سلطان احمد صاحب وجودی کے تأثرات بھی کچھ کم دلچسپی کے حامل نہیں۔وہ لکھتے ہیں:

''مرزا بشیرالدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوّت حد سے زیادہ ہے۔ وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں ۔ وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں۔ان کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں ۔ وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں۔ان کو مل کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے۔تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے۔وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اُردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں''۔

☆......مولانا محمد علی جوہؔر نے اپنے اخبار''ہمدرد'' میں لکھا:۔

''ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیرالدین محمود اور ان کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کردی ہیں۔یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم، تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظّم فرقہ کا طرزعمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ ودر باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔ جن اصحاب کو جماعت احمدیہ قادیان کی اس جلسہ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے''۔

☆......مدیر سیاست فدائے ملّت جناب سید حبیب صاحب نے اپنی اشاعت ۱۶/دسمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا:

''مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت واستفادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ **آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے۔ نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں، سائمن کمیشن کے رُوبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے میں، مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ سے مدلّل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے''۔**

☆......اسی طرح ایڈیٹر اخبار''مشرق'' گورکھپور مولانا حکیم سید ابراہیم برہم نے لکھا ہے:

''جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔آپ ہی کی جماعت نے 'رنگیلا رسول' کے معاملہ کو آگے بڑھایا ۔سرفروشی کی اور جیل خانہ جانے سے خوف نہ کھایا۔آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو عدل وانصاف کی طرف مائل کیا۔..........اس **وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اُولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جماعت سے مرعوب نہیں اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے''۔**

(تأثرات قادیان بحوالہ مشرق ۲۲/ستمبر ۱۹۲۷ء)

☆......مشہور صحافی وقار انبالوی اپنے روزنامہ 'سفینہ' کی ایک اشاعت میں لکھتے ہیں:

''گزشتہ اتوار کو امیر جماعت احمدیہ نے لاہور کے اخبار نویسوں کو اپنی نئی بستی ربوہ کا مقام دیکھنے کی دعوت دی اور انہیں ساتھ لے کر وہاں کا دورہ کیا۔اس دورے کی تفصیلات اخباروں میں آچکی ہیں ۔ ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں پر بھی کسمپرسی نے انہیں منتشر کر رکھا ہے۔ یہ لوگ مسلمان تھے، رب العالمین کے پرستار اور رحمۃ للعالمین کے نام لیوا، مساوات و اخوت کے علمبردار، لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجا نہ کرسکی ۔ اس کے برعکس ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں لیکن ان کی تنظیم، ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتدا کردی ہے۔مہاجر بن کر وہ لوگ بھی آئے جن میں خدا کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا تھا لیکن ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا ۔ ربوہ ایک اور نقطہ نظر سے بھی ہمارے لئے محلّ نظر ہے۔وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونے پر بسا سکتی ہے۔اس طرح **ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثالی شہر ہے اور زبان سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعویٰ کئے بغیر کچھ کر دکھاتے ہیں''۔**

(سفینہ لاہور ۱۳/نومبر ۱۹۴۸ء)

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر
اسلام کے سر پر سے کریں دور بلائیں
پھر ناف میں دنیا کے ترا گاڑ دیں نیزہ
پھر پرچم اسلام کو عالم میں اڑائیں

(کلام محمود)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

مجلس انصار اللہ امریکہ کے سالانہ اجتماع اور نیشنل مجلس شوریٰ کا کامیاب انعقاد

۳۳ مجالس سے ۲۵۵ انصار کی شمولیت، دلچسپ علمی و ورزشی مقابلے، روح پرور ماحول

(رپورٹ: سید ساجد احمد ۔ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ امریکہ)

مجلس انصار اللہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سالانہ اجتماع اور مجلس شوریٰ کا انعقاد ۱۸، ۱۹/ اور ۲۰/ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو مسجد بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میں منعقد ہوا۔ امسال انصار نے رات مسجد میں گزاری۔ تہجد اور باقی نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کی گئیں۔

مجلس شوریٰ

مجلس انصار اللہ امریکہ کی دسویں مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۸/ اکتوبر کو مسجد بیت الرحمٰن میں منعقد ہوئی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم مولانا داؤد احمد صاحب حنیف، مبلغ سلسلہ نے کی۔ آپ نے انصار کو شوریٰ سے متعلقہ ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔

مکرم ڈاکٹر وجیہہ باجوہ صاحب، جنرل سیکرٹری نے گزشتہ سال کی شوریٰ کے فیصلوں پر عملدرآمد کی رپورٹ پیش کی اور امسال کی مجلس شوریٰ میں غور کے لئے چنی گئی تجاویز پیش کیں۔

مکرم شیخ عبدالواحد صاحب قائد مال نے آئندہ سال کے لئے بجٹ پیش کیا اور بجٹ کی آمد وخرچ کے غور وفکر کے لئے اور تجاویز پر غور کے لئے سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جس کے بعد اجلاس برخواست کر دیا گیا۔

عشائیے کے بعد شوریٰ کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا جس میں مال، تبلیغ، تعلیم و تربیت اور عمومی سب کمیٹیوں نے متعلقہ تجاویز پر اپنی سفارشات پیش کیں جو کچھ بحث کے بعد منظور کر لی گئیں۔ محترم ناصر محمود ملک صاحب، صدر مجلس انصار اللہ امریکہ نے مختصر اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

سالانہ اجتماع کا افتتاحی اجلاس

مجلس انصار اللہ امریکہ کا ۲۱واں سالانہ اجتماع ۱۸/ اکتوبر سے ۲۰/ اکتوبر تک مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ میں منعقد ہوا۔

مکرم احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرا دن

۱۹/ اکتوبر بروز ہفتہ نماز تہجد اور نماز فجر سے آغاز ہوا۔ مولانا مختار احمد صاحب چیمہ مبلغ سلسلہ نے اپنے درس میں قرآن مجید کو جاننے اور سمجھنے کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔

مکرم محمد داؤد منیر صاحب قائد تبلیغ نے دعوت الی اللہ پر علمی و تربیتی پروگرام پیش کیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کے مشن کی وضاحت فرمائی۔

مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ نے انصار کو اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی کہ پیغام حق پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول سے متعارف ہوں اور اپنے ماحول میں ہمارے تعلقات ہوں۔

Mr. Br. Yusef Latif مکرم امیر صاحب سے انعام وصول کر رہے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ کے امریکہ کے دوروں کے دوران فرمودہ ارشادات میں سے متعلقہ حصے پڑھ کر سنائے اور ان ارشادات کی روشنی میں وہ اقدام بتائے جن پر عمل امریکہ کو روحانی زندگی بخشنے کے لئے ضروری ہے۔ انہوں نے ہر احمدی کو ہر سال ایک نیا پھل لانے کی طرف بھی توجہ دلائی اور بتایا کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی دعاؤں اور قرآن کریم نے عربوں کے دلوں کو بدلا، یہی دو ہتھیار ہیں جو امریکہ کا دل بدل سکتے ہیں۔

مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ نے انصار کو توجہ دلائی کہ ہم آنحضرت ﷺ کے نمونے سے عباد اللہ کے طور طریقوں سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں اور اسی راستہ سے ہم عباد اللہ بن سکتے ہیں۔ عباد اللہ بننے کا باقی حصہ خدا تعالیٰ کے بندوں سے عمدہ تعلقات پر مشتمل ہے جن میں عام انسان، اقرباء، والدین، اولاد، رشتہ دار اور ہمسائے شامل ہیں۔

اس موقع پر حاضرین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور نئے احمدیوں کی تربیت کے بارہ میں تبادلہ خیال ہوا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد ''صحت دولت ہے'' کے عنوان پر مکرم ڈاکٹر امتیاز چوہدری صاحب اور ڈاکٹر بشیر الدین خلیل احمد صاحب نے پروگرام پیش کیا اور سوالوں کے جواب دئے۔

دن کا اختتام بزم ادب سے ہوا جس میں حاضرین نے انگریزی، اردو اور پنجابی میں کہانیاں اور واقعات سنائے اور لطیفوں سے سامعین کو محظوظ کیا۔

علمی مقابلے

انصار نے تلاوت قرآن کریم، اردو نظم، تیار شدہ تقاریر، مشاہدہ معائنہ، پیغام رسانی، مذہبی علم، درس حدیث، فی البدیہ تقاریر کے مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سال کے مقابلوں میں انگریزی نظم اور خود تحریر کردہ انگریزی نظموں کے پیش کرنے کے مقابلوں کا اضافہ کیا گیا تھا۔ انگریزی نظم کے مقابلے میں حصہ لینے والوں نے محنت سے تیار شدہ عمدہ انگریزی نظمیں حاضرین کے سامنے پیش کیں۔

ورزشی مقابلے

والی بال، رسہ کشی کی ٹیموں نے خوب جوش و خروش سے اپنی جسمانی قوتوں کا مظاہرہ کیا۔ انفرادی مقابلوں میں ٹیبل ٹینس، تیز چلنے، بنی پکڑنے اور میوزیکل چیئرز کے علاوہ Horseshoe کا مقابلہ اس دفعہ نیا شامل کیا گیا۔

تیسرا دن ۔ بروز اتوار

آغاز حسب معمول نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مولانا سید شمشاد احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ نے درس حدیث میں ''اَفْشُوْا السَّلَام'' یعنی سلام کو رواج دو کی تشریح فرمائی۔

اختتامی اجلاس

ناشتے کے بعد اختتامی اجلاس شروع ہوا۔ انعامات اور سندات کی تقسیم کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ امریکہ نے انصار اللہ کی سالانہ ترقی کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ اجتماع میں ۳۳ مجالس سے ۲۵۵ انصار رجسٹر ہوئے۔ کل شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ تقریباً ۳۵۰ ہے۔ مجلس کا سال ۲۰۰۲ء کا بجٹ دو لاکھ ڈالر سے متجاوز ہے۔ دوران سال ۱۸۹ تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے۔ اور گیارہ ہزار ڈالر کی اپنی شائع شدہ کتب فروخت کیں۔ امریکہ میں انصار کی مجالس کی تعداد ۴۳ ہوگئی ہے۔ قومی اجتماع کے علاوہ آٹھ علاقائی اجتماع منعقد ہوئے۔ مجلس لاس اینجلیز سب سے زیادہ ترقی کی طرف قدم اٹھانے والی مجلس بنی۔ چھوٹی مجالس میں ڈیلس (Dalas) اور بڑی مجالس میں میری لینڈ (Mary Land) کارکردگی میں اعلیٰ ترین مجلس قرار دی گئی۔ اور ڈیٹرائٹ کی مجلس کو علمِ انعامی ملا۔

اراکین مجلس عاملہ امریکہ کا ایک گروپ فوٹو

مولانا شمشاد احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ نے خلافت اور اس سے متعلقہ انصار اللہ کی ذمہ داریوں کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت پر مبنی ہے جب کہ مخالفین اپنے درمیان خلافت کے قیام کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ جماعت احمدیہ خلافت کے نظام کی برکت سے بفضل خدا دنیا کے ۱۷۴ ممالک میں پھیل کر مسلسل ترقی کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سننے اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ نے تاریخی مثالوں اور اولیاء کے واقعات اور جماعتی اقتباسات سے اپنے نظریات کی وضاحت کی۔

مکرم انور محمود خان صاحب سیکرٹری تحریک جدید امریکہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کی روشنی میں حاضرین کو بڑھ چڑھ کر قربانی کر کے جماعت احمدیہ امریکہ کے ایک ملین ڈالر ٹارگٹ کو پورا کرنے میں مدد کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے اپنی اختتامی تقریر میں صدر مجلس کی انتھک اور مخلصانہ کوششوں اور عمدہ قیادت میں امریکی انصار کی مسلسل اور مثالی ترقی کا ذکر فرمایا۔ اور سب منتظمین کو اجتماع کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی اور سال بسال ہونے والی ترقی کو سراہا۔ آپ نے اپنے ماحول اور معاشرہ میں اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی تلقین بھی کی۔ دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

جماعت اسلامی فاروق مودودی کی نظر میں

☆...... پاکستان پوسٹ لندن کی ۲۵/اکتوبر ۲۰۰۲ء کی اشاعت میں ڈاکٹر سید احمد فاروق مودودی صاحب جو جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی کے صاحبزادے ہیں، کا ایک طویل انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کھل کر جماعت اسلامی کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر فاروق آج کل امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان کے خیالات کا کچھ حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ انٹرویو پاکستان پوسٹ کے ایڈیٹر فیضان عارف نے لیا ہے۔

......☆......☆......

جماعت اسلامی غنڈہ گردی کی راہ پر چل رہی ہے

''ایک دفعہ جمیعت طلبہ کے ایک ناظم نے فرمایا کہ ہم محمدی غُنڈے ہیں۔ اس پر مَیں نے اعتراض کیا کہ اگر آپ کو غنڈہ بننا ہی ہے تو بڑے شوق سے بنیں لیکن اس پاک نام کے ساتھ اس ناپاک شخصی کردار کو کیوں نتھی کر رہے ہیں۔

میاں طفیل محمد کے زمانے میں ایک باقاعدہ پالیسی کے تحت جمیعت کو پوری طرح غُنڈہ گردی کے راستے پر ڈال دیا گیا اور حالت یہ ہوگئی کہ سکولوں، کالجوں کے اساتذہ ان غُنڈہ عناصر سے متنفر ہوگئے اور آج یہ صورت حال ہے کہ وہی غُنڈہ عناصر پوری طرح جماعت پر چھا گئے ہیں۔ جن لوگوں کے شر سے ان کے استاد اور ساتھی طلبہ بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اگر آپ کل ان کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور تھما دیتے ہیں تو وہ سوائے شر پھیلانے کے اور کچھ نہیں کریں گے''۔

......☆......☆......

اقامت دین کی بجائے اقامت شکم

''جماعت اسلامی اب اقامت دین کی بجائے اقامت شکم کے نام پر چل پڑی ہے۔ ان لوگوں نے چندے بٹورنے، چندے کھانے اور دین کو اپنی دنیا سنوارنے کے لئے استعمال کرنے کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ .... اگر خدانخواستہ قوم نے ان پر اعتماد کرلیا اور ان کے ہاتھ میں اقتدار دے دیا تو قوم پوری طرح اسلام سے متنفر ہوجائے گی کیونکہ یہ اسلام کا نام لے کر آئیں گے لیکن کام وہی کریں گے جو اس سے پہلے حکمران کرتے رہے ہیں۔ یعنی اسلام کا نام لے کر اقامت شکم کا کام کریں گے اور اپنا اُلّو سیدھا کریں گے''۔

سید فاروق مودودی کے نزدیک ضیاءالحق کا اسلام

''جب میں صحیح اسلامی معاشرہ کی بات کرتا ہوں تو اس سے میری مراد ضیاءالحق کے زمانے میں نافذ کئے گئے بناسپتی اسلام کی نہیں ہوتی کہ لوگوں کو خونخوار قسم کی شرعی سزائیں دینا شروع کردی جائیں۔ اور وہ بھی اس طرح کہ غریب آدمی چوری کرے تو اسے جمعہ کی نماز کے بعد چوراہے پر کھڑا کر کے ہاتھ کاٹ دیں اور اگر کوئی بڑا افسر کرے تو اسے ترقی دے دیں۔ مثلاً ایک صاحب جو کراچی میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے جب ان کے رشوت لینے کا معاملہ انتہا کو پہنچ گیا اور بہت بدنامی ہوگئی تو انہیں سفیر بنا کر سپین بھیج دیا گیا۔ مطلب یہ کہ اس بناسپتی اسلام میں غریب آدمی کے لئے شریعت اور تھی اور امیر آدمی کو اس کی چوری پر نوازا جا رہا تھا۔

(نوٹ: یہ انٹرویو پاکستان میں انتخابات سے قبل لیا گیا تھا) (مرسلہ: رشید احمد چوہدری۔ لندن)

سورینام میں دو مختلف ٹی وی چینلز پر اسلامی پروگراموں کی پیشکش

(لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سورینام)

رمضان المبارک (۲۰۰۲ء) کے بابرکت ایام میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دو مختلف ٹی وی چینلز پر ۳۷ پروگرامز پیش کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ یہ پروگرام اردو اور ڈچ زبانوں میں پیش کئے گئے۔ اس طرح ان پروگراموں پر کل وقت دس گھنٹے پندرہ منٹ صرف ہوا۔ ان پروگراموں میں چاند دیکھنے کا طریق، رمضان کا آغاز، روزے کی فرضیت و اہمیت اور برکات اور اس سے متعلقہ مسائل پر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی اور تمام معلومات مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کی گئیں۔ یہ پروگرام روزانہ افطاری سے پہلے نشر ہوتے رہے۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ چار مسلمان فرقوں کی طرف سے پروگرام نشر ہوئے لیکن کسی نے بھی باقاعدہ رمضان کی مناسبت سے پروگرام پیش نہیں کئے بلکہ پاکستان سے منگوائی ہوئی مختلف نعتیں بار بار سنائی گئیں یا چند پاکستانی علماء کی تقاریر کی ویڈیو دکھائی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عوام کی اکثریت نے ہمارا پروگرام دیکھا اور بہت پسند کیا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ان پروگراموں کو نافع الناس بنائے اور یہ جماعت کی ترقی اور قبولیت کا پیش خیمہ ہوں۔

بقیہ: ایک عظیم الشان موعود فرزند کی خبر از صفحہ نمبر ۴

کے شدید طوفان کا سامنا تھا۔ مگر آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے جماعت کی حفاظت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور جماعت کو نہ صرف استحکام بخشا بلکہ ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ آپ نے ایک موقعہ پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

''پھیل جاؤ دنیا میں، پھیل جاؤ مشرق میں، پھیل جاؤ مغرب میں، پھیل جاؤ شمال میں، پھیل جاؤ جنوب میں، پھیل جاؤ یورپ میں، پھیل جاؤ امریکہ میں، پھیل جاؤ افریقہ میں، پھیل جاؤ جزائر میں، پھیل جاؤ چین میں، پھیل جاؤ جاپان میں، پھیل جاؤ دنیا کے کونہ کونہ میں یہانتک کہ دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ تم جہاں جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلہ کی ترقی کے موجب بنو''۔

(الفضل بحوالہ ۱۹/فروری ۱۹۹۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:۔

''اگر کوئی شخص واقعہ میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام کے غلبہ اور اس کی اشاعت کے لئے جس قدر کام کئے وہ نعوذ باللہ لغو ہیں اور اسلام کو ان کی بجائے کسی اور رنگ میں کام کرنے سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ تم میدان میں آؤ اور کام کر کے دکھاؤ اگر تمہارا کام اچھا ہوا تو دنیا خود بخود تمہارے پیچھے چلنے لگ جائے گی لیکن اگر ایک جماعت ایسی ہو جو صرف اعتراض کرنا ہی جانتی ہو تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دنیا لاوارث نہیں ہے اس دنیا کا ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے۔ وہ مجھ پر اعتراض کر سکتے ہیں وہ میرے خلاف ہر قسم کے منصوبے کر سکتے ہیں وہ مجھے لوگوں کی نگاہ سے گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے جھوٹے الزام لگا سکتے ہیں مگر وہ ان حملوں کے نتیجہ میں میرے خدا کے زبردست ہاتھ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن میں اس خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مرجاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا...... خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں، کتنا بھی برا سمجھیں بہرحال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں، آج سے چالیس، پچاس بلکہ سو سال کے بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ صحیح کہا تھا یا غلط۔ میں بے شک اس وقت موجود نہیں ہوں گا مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مؤرّخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا۔ ایک بہت بڑا خلا واقع ہوجائے گا جسے پُر کرنے والا اسے کوئی نہیں ملے گا''۔

(تقریر سالانہ جلسہ ۲۸/دسمبر ۱۹۶۱ء)

آپؓ کے دور خلافت کی ایک مختصر جھلک

آپ کے ۵۲ سالہ بابرکت دور خلافت میں ۴۶ ملکوں میں جماعت احمدیہ کے مشن ہاؤس قائم ہوئے۔ ۱۴۶ واقفین زندگی نے بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۱۶ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت ہوئی۔ ۴۷ تعلیمی مراکز اور ۲۸ دینی مدرسوں اور ۱۷ ہسپتالوں کا قیام ہوا۔ ۴۰ کے لگ بھگ اخبارات اور رسائل کا اجراء ہوا۔ آپ کی انہیں اسلامی فتوحات کی سرگرمیوں سے متأثر ہوکر امریکہ کے ایک مشہور پادری مسٹر زویمر قادیان آئے۔ واپس جاکر وہ لکھتے ہیں کہ:۔

''یہ جگہ شہد کی مکھیوں کا ایک چھتہ ہے جو تبلیغ اسلام اور نشر و اشاعت میں ہمہ تن مشغول ہے نہ صرف ریویو آف ریلیجنز ہی یہاں سے شائع ہوتا ہے بلکہ اور اخبار بھی یہاں سے نکلتے ہیں اور خط و کتابت کا رابطہ، لندن، پیرس، برلن، شکاگو اور سنگاپور وغیرہ کے ساتھ قائم ہے۔ کاغذات کے طاقچے شاندار مستقبل کے ممکنات سے بھرے پڑے ہیں۔ الماریاں دینی انسائیکلو پیڈیا، ڈکشنریوں اور خلاف عیسائیت لٹریچر سے لدی ہوئی ہیں۔ گویا یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو کہ غیر ممکن کو ممکن ثابت کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے''۔

(الفضل ۱۸/جولائی ۱۹۲۵ء)

جماعت کو نصیحت

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

''بے شک آپ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا میں تمہیں اچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو لیکن میں کہتا ہوں کہ اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو''۔

(الموعود صفحہ ۲۱۴-۲۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اس دنیا کی اصلاح کے لئے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعود کی صفات سے آراستہ ہوں جو ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعود کو عطا کئے گئے تھے۔ پس جب میں کہتا ہوں کہ آپ مصلح موعود بنیں اور آپ کے بڑے بھی مصلح موعود بنیں تو میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ بلند مراتب کی تمنّا کریں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان صفات کی اپنے رب سے بھیک مانگیں جو صفات آج کے زمانہ کے انسان کے احیاءِ نو کے لئے ضروری ہیں''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور پیشگوئی مصلح موعود کا فیض وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کینیا کے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

۲۳۰ نمائندگان کی شمولیت۔ علمی و ورزشی مقابلے۔ پُر مغز تقاریر

(محمد افضل ظفر ۔ مبلغ سلسلہ)

مجلس خدام الاحمدیہ کینیا کا نیشنل سالانہ اجتماع ۱۹؍تا ۲۱؍اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ، اتوار اور سوموار احمدیہ مشن ہاؤس نیروبی میں منعقد ہوا جس میں پورے ملک سے ۲۳۰ خدام اور اطفال نے شرکت کی۔ جمعہ کے روز ہی تمام صوبوں سے خدام و اطفال کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور ہفتہ کے روز صبح دس بجے اس اجتماع کا افتتاحی اجلاس زیر صدارت مکرم اظہر احمد بھٹی صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا منعقد ہوا۔

افتتاحی اجلاس

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ پیش کیا گیا۔ خدام الاحمدیہ کا عہد دہرانے کے بعد مکرم نوراللہ خان صاحب، مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''وہ پیشوا ہمارا......'' نہایت خوش الحانی سے پیش کیا جس کے بعد مکرم حسین جورتج صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا نے سواحیلی زبان میں ''صداقت احمدیت'' کے عنوان سے ایک نظم پیش کی۔

مکرم صدر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کے مقاصد بیان کرتے ہوئے خدام کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ اس وقت ہمارا سب سے بڑا کام دعوت الی اللہ اور نومبایعین کی تربیت ہے اور یہ اجتماعات اور کلاسیں اس عظیم کام کی تیاری کا ایک ذریعہ ہیں، لہٰذا ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

مکرم صدر صاحب کے خطاب کے بعد مکرم بشارت احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے خطاب فرماتے ہوئے تبلیغی و تربیتی امور میں علم کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ٹھوس علم حاصل کئے بغیر تبلیغ اور تربیت کے لئے نکلنا ایسے ہی ہے جیسے سپاہی بغیر ہتھیار کے کسی محاذ پر جائے۔ اسی لئے بغیر علم کے کوئی داعی الی اللہ نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ کو اسلامی تعلیمات و عقائد کا صحیح علم حاصل کرنا چاہئے۔

مکرم مبارک جمعہ صاحب، نیشنل سیکرٹری تبلیغ کینیا نے ''حقیقی جہاد'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قرآن و حدیث کے حوالہ سے اسلامی جہاد کی حقیقت واضح کی۔

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنے خطاب میں آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ اور پر از معلومات تقریر کی۔ جس کے بعد دعا ہوئی اور یہ افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد دوسرا اجلاس مکرم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ کینیا کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مختلف تعلیمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں اور خدام واطفال کا ایک تحریری و زبانی امتحان بھی لیا گیا۔

نماز مغرب و عشاء اور رات کے کھانے کے بعد مکرم صدر صاحب کینیا کی صدارت میں تمام صوبائی، ریجنل اور مقامی قائدین کی میٹنگ ہوئی جس میں مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا ۔

صبح آٹھ بجے سے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر تک ورزشی و جسمانی مقابلہ جات ہوئے۔ جس کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔

تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی ۔

تیسرا دن

تیسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔

۹ بجے خاکسار محمد افضل ظفر کی زیر صدارت تیسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ ایک سواحیلی نظم کے بعد معلم داؤدی اروا صاحب نے ''آنحضور ؐ سے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور معلم عثمانی ڈورو صاحب نے ''نماز کی اہمیت'' پر تقریر کی اور خدام و اطفال کو نماز باجماعت کی بروقت ادائیگی کی تلقین کی۔

صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے موضوع پر ایک دلچسپ تقریر کی جس کے بعد خاکسار نے ''حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے سفر ہندوستان و کشمیر'' کے موضوع پر بائبل، قرآن کریم اور احادیث نبویہ و کتب تاریخ سے شواہد پیش کئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصلی مشن ''اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں'' کی تلاش کی تکمیل کے لئے واقعہ صلیب کے بعد فلسطین سے ہجرت کر کے مشرقی ممالک میں آئے جہاں بنی اسرائیل کے وہ دس قبائل مقیم تھے جو بنوکدنضر کے زمانہ میں جلاوطن ہوئے تھے اور بالآخر ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اختتامی اجلاس

دو بجے بعد دوپہر اختتامی اجلاس مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ امیر و مبلغ انچارج کینیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں خدام واطفال کو علم دین حاصل کرنے اور اپنے اندر بے مثال جذبہ اطاعت پیدا کرنے نیز مالی جہاد میں حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے تمام شرکاء کو دعوت الی اللہ کے عظیم الشان فریضہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ دعوت الی اللہ کا جہاد وقت کی قربانی چاہتا ہے اس لئے وقت کی قربانی کا خدام الاحمدیہ کے عہد میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام خدام و اطفال اور دیگر احباب کو اپنے عہد کے مطابق مال، جان اور وقت کی قربانی کر کے جماعت کی ترقی میں حصہ لینا چاہئے۔ آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ہمسائے کے حقوق

اسلام میں ہمسائے کے حقوق پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ذیل میں آنحضرت ﷺ کی بعض احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں بعض حقوق کی تفصیل مذکور ہے:۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْجَوَارِ قَالَ:

''اِنِ اسْتَقْرَضَکَ اَقْرَضْتَہٗ، وَاِنِ اسْتَعَانَکَ اَعَنْتَہٗ، وَاِنْ اِحْتَاجَ اَعْطَیْتَہٗ، وَ اِنْ مَرِضَ عُدْتَہٗ، وَاِنْ مَاتَ تَبِعْتَ جَنَازَتَہٗ، وَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ سَرَّکَ وَھَنَّئْتَہٗ، وَاِنْ اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ سَلَّیْتَہٗ وَ عَزَّیْتَہٗ۔ لَا تُؤْذِہٖ بِقِتَارِ قِدْرِکَ اِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَھُمْ مِنْھَا، وَلَا تَسْتَطِیْلَ عَلَیْہِ بِالْبِنَاءِ لِتُشْرِفَ عَلَیْہِ وَ تَسُدَّ عَلَیْہِ الرِّیْحَ اِلَّا بِأذْنِہٖ، وَاِنِ اشْتَرَیْتَ فَاکِھَۃً فَاھْدِ لَہٗ مِنْھَا وَاِ لَّا فَاَدْخِلْہُ سِرًّا۔ لَا یَخْرُجْ وَلَدُکَ بِشَیءٍ مِنْہُ یَغِیْظُوْنَ بِہٖ وَلَدَہٗ۔ ھَلْ تَفْقَھُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ لَنْ یُؤَدِّیَ حَقَّ الْجَارِ اِلَّا قَلِیْلًا مِمَّنْ رَحِمَ اللّٰہُ''۔ (التوبیخ و التنبیہ للام الحافظ عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان المعروف بأبی الشیخ (۲۷۴۔۳۶۹ ھجری)۔ باب ما یلزم المرء المسلم لأخیہ من الخصال التی اذا ترک منھا شیئا فقد ترک حقًّا واجبًا)

حضرت معاذ ؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول: ہمسائے کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا:۔

اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے۔ اور وہ اگر تجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کر۔ اور اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسے دے۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔ اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔ اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو تو خوش ہو اور اسے مبارکباد دے۔ اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے تسلّی دے اور اس کا حوصلہ بڑھا۔ اپنی ہنڈیا کی خوشبو سے اسے تکلیف نہ دے سوائے اس کے کہ اس کو بھی اس میں سے کچھ دے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے پہلو میں اتنی بلند عمارت نہ بنا کہ اس کے ذریعہ تو اس کے اوپر جھانکے اور اس کے لئے ہوا کی آمد و رفت بند کر دے۔ اور اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس میں سے کچھ اسے بھی تحفہ دے ورنہ اس پھل کو چھپا کر اپنے گھر لے جا۔ اور تیرے بچے وہ پھل لے کر باہر نہ جائیں تا کہ اس کے بچوں کو اس بات سے تکلیف نہ ہو۔

کیا تمہیں اس بات کی سمجھ آ گئی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ ہمسائے کے حقوق بہت تھوڑے لوگ ہی ادا کرتے ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا ہو۔

حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ایک روایت ہے جو آپ نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے بیان کی ہے۔ اس میں سابقہ روایت میں مذکور الفاظ کے علاوہ یہ بھی ذکر ہے کہ:۔

آنحضورؐ ہمسائے کے حقوق کے بارہ میں نصیحت فرماتے رہے۔ یہانتک کہ صحابہ نے خیال کیا کہ شائد آپ ہمسایہ کو وارث ہی قرار دے دیں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

''اَلْجِیْرَانُ ثَلَاثَۃٌ :فَمِنْھُمْ مَنْ لَہٗ ثَلَاثَۃُ حُقُوقٍ وَمِنْھُم مَنْ لَہٗ حَقَّانِ وَمِنْھُمْ مَنْ لَہٗ حَقٌّ وَاحِدٌ فَأَمَّا الَّذِیْ لَہٗ ثَلَاثَۃُ حُقُوقٍ فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ الْقَرِیْبُ، لَہٗ حَقُّ الْاِسْلَامِ وَحَقُّ الْجَوَارِ وَحَقُّ الْقَرَابَۃِ۔ وَاَمَّا الَّذِیْ لَہٗ حَقَّانِ فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ لَہٗ حَقُّ الْاِسْلَامِ وَ حَقُّ الجَوَارِ۔ وَأَمَّا الَّذِیْ لَہٗ حَقٌّ وَاحِدٌ فَالْجَارُ الْکَافِرُ لَہٗ حَقُّ الْجَوَارِ''۔ (المنتقی من کتاب مکارم الاخلاق و معالیھا و محمود طرائقھا، باب ما جاء فی حفظ الجار و حسن مجاورتہ من الفضل، تألیف ابی بکر محمد بن جعفر بن سھل الخرائطی المتوفی ۳۲۷ھ)

ہمسائے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے تین قسم کے حقوق ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے دو قسم کے حقوق ہوتے ہیں۔ اور تیسرے وہ جن کا ایک قسم کا حق ہوتا ہے۔ وہ ہمسایہ جس کے تین قسم کے حقوق ہوتے ہیں وہ ایسا مسلمان ہمسایہ ہے جو رشتہ دار بھی ہو۔ اس کا ایک حق تو بطور مسلمان ہے، ایک حق بطور ہمسایہ اور ایک قرابت داری کا حق۔ اور وہ جس کے دو قسم کے حقوق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے۔ اس کا ایک حق تو بطور مسلمان ہے اور دوسرا بطور ہمسایہ۔ اور جس کا ایک حق ہے وہ کافر ہمسایہ ہے جس کا صرف ہمسائیگی کا حق ہے۔

(مرسلہ: عربک ڈیسک۔ اسلام آباد۔ یوکے)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ یہ ہے:
AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مصلح موعودؓ کا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی ۱۹۳۱ء میں قائم ہوئی جس کے پہلے صدر حضرت مصلح موعودؓ تھے۔ اس کمیٹی کی مساعی کے نتیجہ میں کشمیریوں کو حقوق ملنے کا آغاز ہوگیا اور کئی کشمیری رہا کردیئے گئے۔ کشمیر کمیٹی کی کامیابیوں کو دیکھ کر برصغیر کی بعض سیاسی اور مذہبی شخصیات نے اپنے خاص مقاصد حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کی کشمیر کمیٹی کے لئے خدمات پر اعتراض کیا اور سازشیں شروع کردیں۔ نتیجۃً حضرت مصلح موعودؓ نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دیدیا۔ بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ سازشیں کرنے والوں نے کشمیر کاز کو کس قدر نقصان پہنچایا۔ اس حوالہ سے مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خانصاحب کا ایک مضمون روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۵، ۶ اور ۱۰/ اگست ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت ہے۔

انگریزی اخبار ’’سول اینڈ ملٹری گزٹ‘‘ ۴/ مئی ۱۹۳۳ء میں کشمیر کمیٹی کے بعض ممبران کے حوالہ سے یہ بیان شائع ہوا کہ آئندہ کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے۔ نیز ۱۳/ ارکان نے حضورؓ کے نام اپنے خط میں لکھا کہ عہدیداران کے انتخاب کے لئے کمیٹی کا اجلاس بلانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے ۷/ مئی ۱۹۳۳ء کو سیسل ہوٹل لاہور میں کمیٹی کا ایک ہنگامی اجلاس بلوایا اور مذکورہ خط کا حوالہ دے کر فرمایا کہ مَیں نے گزشتہ سال خود یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اب عہدہ داروں کا نیا انتخاب ہو جانا چاہئے۔ حضورؓ نے کمیٹی کے تمام ممبران کا اُن کے تعاون پر شکریہ بھی ادا کیا۔ پھر کمیٹی میں کئی قراردادیں پیش کی گئیں جن میں سے ایک میں انگریزی اخبار میں شائع ہونے والے بیان سے لاتعلّقی کا اظہار کرتے ہوئے حضورؓ کی خدمات کو سراہا گیا اور آپؓ کا دلی شکریہ ادا کیا گیا اور دلی افسوس کے ساتھ آپؓ کا استعفیٰ قبول کیا گیا۔

حضورؓ کے استعفیٰ کے بعد مظلومانِ کشمیر کا کوئی پُرسان حال نہ رہا۔ کئی کشمیریوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ جس پر تین کشمیری راہنماؤں (بشمول شیخ عبداللہ صاحب) نے جیل سے حضورؓ کی خدمت میں ایک مکتوب تحریر کیا اور امداد کے طالب ہوئے۔ انہوں نے لکھا کہ ’’گو ہمیں اس امر کا ازحد صدمہ ہے کہ حضور نے اپنا دست شفقت بعض کم فہم احباب کی وجہ سے ہمارے سر پر سے اٹھالیا مگر آپکی ذات سے ہمیں پوری امید ہے کہ حضور اس آڑے وقت میں ہماری راہنمائی فرما کر ہمیں ممنون و مشکور فرماویں گے اور ہمارے لئے ساتھ ہی دعا بھی فرماویں......‘‘۔

جب حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے تو بعض دیگر کشمیری راہنماؤں (بشمول غلام عباس صاحب) نے حضورؓ کی خدمت میں ایک اَور عریضہ لکھا کہ ’’...... آنجناب نے جو کچھ اس وقت تک مظلومانِ کشمیر کیلئے کیا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ بندہ کو امید واثق ہے کہ آنجناب اپنے گزشتہ ایثار کے پیش نظر پھر مظلوم مسلمانان کشمیر کی حمایت کے لئے کمربستہ ہوجائیں گے کیونکہ حالات سخت نازک صورت اختیار کر رہے ہیں اور آنجناب کی مساعی جمیلہ کی ازحد ضرورت ہے......‘‘۔

مولانا غلام رسول مہر مدیر ’’انقلاب‘‘ نے اپنے اخبار میں لکھا کہ مرزا صاحب کا استعفیٰ منظور نہیں ہونا چاہئے، میری دیانتداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ اس سے کشمیر کمیٹی کے اختیار کردہ کام میں خلل پڑ جائے گا۔

ممتاز صحافی سید حبیب نے لکھا کہ مَیں جلسہ میں موجود نہ تھا، معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں مرزا صاحب کا استعفیٰ منظور کرلیا گیا ہے (اور ڈاکٹر اقبال کا تقرر عمل میں آیا ہے)۔ مَیں خوش ہوں کہ ایسا ہوا اس لئے کہ میری دانست میں اپنی اعلیٰ قابلیت کے باجود ڈاکٹر اقبال اور ملک برکت علی صاحب دونوں اس کام کو چلا نہیں سکیں گے اور یوں دنیا پر واضح ہوجائے گا کہ جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی، اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلافِ عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا، انہوں نے کام کی کامیابی کو زیرنگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اگر مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی علیحدگی کمیٹی کی موت کے مترادف ہے۔

سید حبیب کا یہ تبصرہ سچ ثابت ہوا اور علامہ اقبال نے ۲۰/ جون ۱۹۳۳ء کو کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دیدیا۔ اس سے قبل انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے نام رقم کی فراہمی کے لئے ایک اپیل جاری کی جس میں حضورؓ کی ٹھوس عملی خدمات کا برملا اعتراف کیا۔

حضورؓ کے استعفیٰ کے لئے سازباز آل انڈیا مجلس احرار نے کی تھی جس کا متعدد کشمیری راہنماؤں نے بار بار ذکر کیا۔ دراصل احراریوں نے مہاراجہ کشمیر سے کافی رقم رشوت کے طور پر وصول کی اور حضورؓ کی مخالفت کی آگ بھڑکا کر حضورؓ کو کشمیر کمیٹی سے علیحدہ کرنے کیلئے سازشیں کیں۔ اس سلسلہ میں احراریوں کے کئی وفود کشمیر آئے اور سرکاری مہمان کے طور پر مہاراجہ کے پاس قیام کیا۔ سید حبیب ’’تحریک قادیان‘‘ میں لکھتے ہیں: مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے صرف دو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ ایک کشمیر کمیٹی، دوسری احرار۔ اب دنیا تسلیم کرتی ہے کہ کشمیر کے یتامیٰ، مظلومین اور بیواؤں کے نام سے روپیہ وصول کرکے احرار، شیرمادر کی طرح ہضم کرگئے۔ اُن میں سے ایک لیڈر بھی ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ کشمیر کمیٹی نے انہیں دعوت اتحاد عملی دی مگر اس شرط پر کہ کثرت رائے سے کام ہو اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ انہوں نے دونوں اصولوں کو ماننے سے انکار کردیا۔ مرزا محمود احمد صاحب صدر کشمیر کمیٹی نے تندہی، محنت، ہمت، جانفشانی اور بڑے جوش سے کام کیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا۔

حضورؓ کے دورِ صدارت میں کشمیریوں کو جو حقوق ملنے شروع ہوئے، وہ تھے: مذہبی آزادی مثلاً اذان شروع ہوگئی، مقدس مقامات کی واپسی جن کا انتظام مسلمانوں کے سپرد کردیا گیا، تعلیمی ترقی کے لئے عربی کے اساتذہ اور مسلمان انسپکٹرز کو ملازمتیں دی گئیں، ملازمتیں آبادی کے تناسب سے دینے کا وعدہ کیا گیا، مالکانہ کی وصولی ختم ہوگئی، عوام کو اُن کی زیرقبضہ زمینوں کے حقوق دیدیئے گئے اور سات تحصیلوں میں کاہ چرائی ٹیکس معاف کردیا گیا۔

۲۵/ مارچ ۱۹۳۴ء کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس کا نام کمیٹی کی جگہ ایسوسی ایشن رکھا جاتا ہے جس کا صدر سید حبیب کو مقرر کیا گیا۔ ایسوسی ایشن کی درخواست پر حضرت مصلح موعودؓ نے تمام مالی اخراجات، وکلاء اور کارکنان کا بندوبست اپنے ذمہ لینا منظور فرمایا۔

۴/ اگست ۱۹۳۴ء کو حضورؓ کی ہدایت پر مسلمانانِ کشمیر کے مفادات کے تحفظ کیلئے سہ روزہ اخبار ’’اصلاح‘‘ جاری کیا گیا جو بعد میں ہفت روزہ ہوگیا۔ اس میں جس دلیری سے مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی گئی اس وجہ سے کئی بار حکومت کے عتاب کا شکار ہوا۔

۱۹۳۴ء میں جب کشمیر کی پہلی اسمبلی کے لئے انتخابات کا مرحلہ آیا تو کشمیریوں کی گرفتاریوں پر احتجاج کرتے ہوئے شیخ عبداللہ نے انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اس پر حضورؓ نے ایک ٹریکٹ کے ذریعہ کشمیریوں کو توجہ دلائی کہ بائیکاٹ نہ کریں کیونکہ اس طرح غدار اسمبلی میں پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ حضورؓ کی ہدایت پر مسلم کانفرنس نے اپنے نمائندے کھڑے کئے اور سوفیصد کامیابی حاصل کی۔

جون ۱۹۴۴ء میں جب چیف جسٹس کشمیر کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن قائم ہوا تاکہ ریاست کے نظام حکومت اور آئین کو بہتر شکل دی جائے تو اس کمیشن میں مسلمانوں کا مؤقف پیش کرنے کے لئے حضورؓ کی راہنمائی پر تین احمدیوں کی خدمات پیش کی گئیں یعنی خواجہ غلام نبی گلکار صاحب، خواجہ عبدالرحمٰن ڈار صاحب اور چودھری عبدالواحد صاحب مدیر اعلیٰ ’’اصلاح‘‘۔ نیز حضورؓ نے مولوی عبداللہ ناصرالدین صاحب کو بھی بھجوایا جنہوں نے ویدک تعلیمات کی رُو سے ایسے قوانین کو ردّ کردیا جن کے مطابق کشمیر میں کسی شخص کو گائے ذبح کرنے پر سات سال قید کی سزا دی جاتی تھی اور مذہب تبدیل کرنے پر اُس کو بیوی بچوں اور جائیداد سے محروم ہونا پڑتا تھا۔

تقسیم ہند کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی ہی کوششوں سے کشمیر میں سردار ہری سنگھ کو برطرف کرکے عارضی جمہوریہ حکومت کشمیر قائم کی گئی جس کے صدر خواجہ غلام نبی صاحب گلکار انور مقرر ہوئے اور سردار محمد ابراہیم خان وزیراعظم بنائے گئے۔ اگلے دو تین روز میں نئی حکومت کے تقرر کا اعلان مختلف اخبارات میں اور مظفرآباد میں ریڈیو سے کیا جاتا رہا۔

خواجہ غلام نبی صاحب گلکار انور ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ تحریک آزادی کشمیر کے ایک پُرجوش کارکن اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۲۹ء میں کشمیر تشریف لے گئے تو آپ کو حضورؓ کی مجالس سے خوب استفادہ کرنے کا موقع ملا اور ۱۹۳۰ء سے آپ نے اصلاحی پبلک تقاریر کا سلسلہ جاری کیا جس میں حضورؓ کی نصائح کے مطابق تعلیم اور اتحاد کا پرچار کیا۔ اُن ایام میں ریاست میں انجمن بنانا جرم تھا اس لئے آپ نے مسجدوں، دعوتوں، خانقاہوں اور میلوں وغیرہ کا سہارا لے کر لیکچر زدیئے۔ آپ تحریک آزادی کشمیر کے ہراول دستہ میں شامل تھے۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۳۱/ اگست ۲۰۰۲ء میں مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترم ثاقب زیروی صاحب نے ایک بار بتایا کہ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے ارشاد پر جب آپ کو یورپ کے مختلف شہروں میں بھجوایا گیا تاکہ جماعتوں سے رابطہ کے علاوہ ادبی پروگراموں کے ذریعہ غیراحمدیوں سے بھی رابطہ کیا جائے تو حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے، جو اُن دنوں عالمی عدالت کے صدر تھے، ایک ماہ کی چھٹی لی تاکہ اس سفر میں مکرم ثاقب صاحب کیلئے ممکنہ سہولیات بہم پہنچائی جاسکیں۔ چنانچہ حضرت چودھری صاحبؓ جب بھی کسی ہوٹل میں رہائش کا اہتمام فرماتے تو اپنے لئے تو کسی معمولی کمرہ کا انتخاب کرتے لیکن مہمان کیلئے ملحقہ غسلخانہ والا عمدہ کمرہ منتخب فرماتے اور آپکے آرام کا بھی ہر ممکن خیال رکھتے۔ ایک صبح جب ثاقب صاحب بیدار ہوئے اور بستر سے نیچے دیکھا تو جوتی کو غائب پایا۔ طبعاً پریشانی ہوئی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دیکھا کہ حضرت چودھری صاحبؓ اپنے ہاتھوں میں جوتے پکڑے اندر تشریف لائے اور فرمایا: ’’مَیں نے سوچا تمہاری جوتی پالش کروادوں‘‘۔ اگرچہ یہ کام کوئی ملازم بھی کرسکتا تھا لیکن حضرت چودھری صاحبؓ کے نزدیک مہمان کی عزت افزائی کا یہی انداز تھا۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603

Vol. 10 | Friday, February 14, 2003 | Issue No. 7

آل غانا احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس کا کامیاب انعقاد

۷۰۰ طلباء وطالبات کی شمولیت۔مختلف موضوعات پر نہایت اہم تقاریر

(رپورٹ: فهيم احمد خادم۔مبلغ غانا)

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ نوجوان ہی کسی قوم کا مضبوط اور فعال طبقہ ہیں ۔ خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ غانا کا نوجوان طبقہ نہ صرف خدام الاحمدیہ کے پلیٹ فارم پر فعال اور مستعد ہے بلکہ سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس یونین غانا (A.M.S.U.G) کے نام سے چاق و چوبند ہے۔اس یونین کے تحت ہر سال پہلے علاقائی سطح پر تربیتی ریلیاں منعقد ہوتی ہیں اور پھر سال کے آخر پر ملکی سطح پر نیشنل ریلی کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں پانچویں سالانہ کانفرنس Cape Coast میں منعقد ہوئی۔کانفرنس کا موضوع ''نوجوان طبقہ اور ڈسپلن۔ احمدیہ نقطہ نظر'' تھا۔اس کانفرنس کی مختصر رپورٹ پیش ہے۔

یہ کانفرنس ۱۴ ؍اور ۱۵؍جون ۲۰۰۲ء کو یونیورسٹی آف کیپ کوسٹ میں منعقد ہوئی ۔ ۱۴؍جون کو رات گئے تک سیکنڈری سکولز اور یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات ملک بھر کے مختلف حصوں سے گروہ در گروہ Abora کی احمدیہ مسجد میں پہنچتے رہے۔ Abora کیپ کوسٹ کا حصہ ہے ۔ یہاں خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت کی دو منزلہ شاندار وسیع وعریض مسجد ہے ۔یہیں طلباء وطالبات کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔اس کی اوپر کی منزل پر طالبات اور نچلی منزل پر طلباء کی رہائش کا انتظام تھا۔

۱۵؍جون بروز ہفتہ جماعتی روایات کے مطابق کانفرنس کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوا ۔ تہجد کے بعد مکرم مولوی علیم محمود صاحب نے ''ضرورت نماز'' کے موضوع پر درس دیا۔آپ نے طلباء کو نماز کی اہمیت اور برکات سے آگاہ کیا۔نماز فجر کے بعد AMSUG کے ایک مستعد ممبر مکرم عبدالنور وہاب صاحب نے ''AMSUG اور تبلیغ'' کے موضوع پر درس دیا۔

درس کے بعد طلباء میں پیغام رسانی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد طلباء کو کانفرنس کے لئے کیپ کوسٹ یونیورسٹی لے جایا گیا۔

پہلا اجلاس

پہلے اجلاس کے صدر مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج تھے لیکن آپ اپنے دورہ امریکہ کی وجہ سے ان کی نمائندگی مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب ، نائب امیر اول تشریف لائے ۔جب صدر مجلس دیگر مہمانوں کے ساتھ یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں پہنچے تو جملہ طلباء وطالبات نے کلمہ طیبہ کے ورد سے ان کا استقبال کیا۔ اس ہال کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔

تلاوت قرآن کریم اور عربی قصیدہ کے بعد AMSUG کے نیشنل صدر Mr.Ahmad K. Boampong نے مہمانوں کو خوش آمدید کہ مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نے افتتاحی خطاب میں بتایا کہ Indiscipline کیا ہے؟ اس سے مراد اخلاقی اقدار سے رخ پھیرنا اور قوانین وضوابط کو توڑنا ہے۔ آپ نے بتایا کہ مسلمانوں کو تو اخلاق اور روحانیت میں ترقی کی تلقین کی گئی ہے ۔ایک مسلمان کے لئے نماز، روزہ ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کوڈ آف ڈسپلن ہے۔اس پر عمل سے امن کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے طلباء کو تعلیمی میدان میں مسابقت اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔

اس کے بعد ایک طالب علم Mr. Munawarah Ishaque نے ''سکولوں میں نظم وضبط کا فقدان اور احمدی طلباء کا کردار'' کے موضوع پر تقریر کی ۔آپ نے معاشرہ کی چند عمومی برائیوں کا ذکر کیا اور کرپشن، وقت کا ضیاع وغیرہ معاشرہ کی خرابیوں کا ذمہ دار مغربی کلچر کی تقلید کو قرار دیا ۔ علاوہ ازیں آپ نے عمومی طور پر درج ذیل نصائح کیں۔

☆......سکولوں کو چاہئے کہ اہم فیصلوں میں طلباء کو شامل کریں۔

☆...... ہم تو اولو الامر کی اطاعت کرنے والے ہیں لہذا ہمارا کسی Strike میں شامل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆......والدین بچوں سے عدم توجہ کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔اگر والدین خود کرپشن سے آلودہ ہوں تو بچوں کو کس منہ سے نصیحت کر سکتے ہیں۔

☆......تقویٰ ، نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت ہی تمام معاشرتی مسائل کا حل ہے۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر کے ہیڈ ماسٹر Mr.Dimbie Mumuni Issah نے'' کرپشن۔سماجی و معاشی ترقی میں روک'' کے موضوع پر تقریر کی اور فرمایا کہ کرپشن ایک کینسر ہے جو سارے معاشرے کو کھا رہا ہے اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

سینئر سرکٹ مشنری مکرم احمد یوسف آڈوسئی صاحب نے '' حضرت طامام مہدی کے بارہ میں پیشگوئیاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا کہ جسمانی طور پر رفع عیسیٰ کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ کسی حواری نے یہ بیان نہیں دیا۔البتہ قرآن کریم میں آپ کی وفات کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔ آپ نے احادیث کی رو سے بھی امام مہدی کی آمد پر روشنی ڈالی۔

کانفرنس میں ریجنل منسٹر بھی مدعو تھے تاہم وہ خود تشریف نہ لا سکے لیکن ان کے ڈپٹی نے ان کی لکھی ہوئی تقریر پڑھی جس میں قانون کو ہاتھ میں لینے کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر غیر ملکی فلمیں معاشرتی خرابیوں کی جڑ ہیں تو والدین بھی قصوروار ہیں کیونکہ ڈسپلن کا پہلا مظاہرہ تو گھر میں ہوتا ہے۔گھروں کو ڈسپلن کا گہوارہ بنائیں اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔

دوسرا اجلاس

شام تین بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب ، نائب امیر ثانی کی صدارت میں شروع ہوئی تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب، نائب امیر اول نے ''قانون شریعت! غلط فہمیوں کا ازالہ'' جیسے اہم موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ شریعت خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والا ضابطۂ حیات ہے اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں ۔آپ نے بتایا کہ شریعت کا ماخذ قرآن مجید، حدیث اور سنت نبوی ہے جو زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔آپ نے اسلام کے احکامات کے بارہ میں اٹھنے والی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے بتایا کہ تعدد ازدواج لازمی نہیں ہاں استثنائی طور پر اس کی مشروط اجازت ہے۔اسی طرح آپ نے جہاد کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی۔

احمدیہ مسلم ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بُستان احمد، اکرا کی ہیڈ مسٹریس Madam Rahmatu Muslim نے ''لباس اور رویہ میں حیا'' کے موضوع پر تقریر کی ۔آپ نے بتایا کہ اسلام ڈانس اور فیشن کے نام پر جسم کو عریاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔حیا تو عورت کا زیور ہے۔

اسی طرح ویسٹرن ریجن کے ڈائریکٹر آف ہیلتھ مکرم الحاج آئی بی محمد صاحب نے '' سائنس اور ٹیکنالوجی ۔قرآنی نقطۂ نظر'' کے موضوع پر تقریر کی اور دور حاضر کے بعض سائنسی حقائق کا ذکر کیا اور پھر قرآن مجید کی روشنی میں بتایا کہ سالہا سال قبل ان حقائق کا ذکر وضاحت کے ساتھ قرآن میں موجود ہے ۔اس تقریر کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا۔

آخر پر مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں یسرنا القرآن پڑھنے پر زور دیا اور فرمایا کہ اگلی کانفرنس تک تمام طلباء جنہیں ناظرہ قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا وہ یسرنا القرآن مکمل کریں ۔اسی طرح بتایا کہ تعلیمی میدان میں مسابقت اختیار کریں۔نمازوں پر توجہ دیں اس کا ترجمہ سیکھیں اور اسلام کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں۔آخر میں اختتامی دعا کے ساتھ یہ پانچویں سالانہ کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بھر کے ۷۰۰ طلباء و طالبات نے اس کانفرنس میں شرکت کی ۔ قارئین سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم وتربیت سے نوازے اور احمدیت کے سچے اور مخلص خادم بنائے۔

محترم نواب عباس احمد خان صاحب وفات پاگئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے پوتے محترم نواب عباس احمد خان صاحب مورخہ ۲؍جنوری ۲۰۰۳ء بروز جمعرات لاہور کینٹ میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں اسی روز بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

محترم نواب عباس احمد خان صاحب مورخہ ۲؍جون ۱۹۲۰ء کو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ اور حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ کے گھر پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ قیام قادیان کے دوران آپ خدام الاحمدیہ کے فعال رکن تھے۔ چنانچہ آپ کو مہتمم تجنید، خدمت خلق، دعوت الی اللہ، اشاعت اور معتمد مرکزیہ کے عہدوں پر کام کی سعادت حاصل ہوئی۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں جب قادیان کی قیادت مقامی کا قیام ہوا تو آپ قادیان کے پہلے قائد مقامی منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور منتقل ہوگئے اور ذاتی کاروبار کرتے رہے۔

آپ کی شادی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الباری صاحبہ سے ہوئی۔ ان سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ مکرم جعفر احمد خان صاحب لاہور، مکرم فاروق احمد خان صاحب لاہور، مکرم سلمان احمد خان صاحب لندن، مکرم فرخ احمد خان صاحب لاہور، مکرم انصر الیاس احمد خان صاحب لندن، مکرمہ باسمہ منصور صاحبہ اہلیہ مکرم حمید الرحمٰن صاحب لاہور

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ، اعلیٰ علیین میں داخل کرے۔ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی نیک یادوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔